يد الله على الجماعة ترمذی لا جماعة الا بامارة دارمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: جمعیۃ المحققین حضرت العلام، محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بانی: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 22 | جمعۃ المبارک 6 تا 12 جون 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

حق بات کو چھپانا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿﴾ "بے شک جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں باوجود اس کے کہ ہم نے انھیں لوگوں کی رہنمائی کے لیے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے، ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں"(البقرہ:159) دوسرے مقام پہ فرمایا: إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿﴾ "بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب سے کچھ (مسائل) چھپاتے ہیں اور اس کے بدلے تھوڑا سا مول لیتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں بھرتے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ہی انھیں پاک کرے گا اور ان کے لیے بہت دردناک عذاب ہے۔"(البقرہ:174)

سیدنا ابوہریرہ اور دیگر کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جس سے علم (قرآن وحدیث) کے بارے میں پوچھا جائے اور وہ اسے چھپائے تو روز قیامت ایسے شخص کو جہنم کی آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ (مسند احمد 305/2)

یہود و نصاریٰ نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں لکھی ہوئی کتابوں (جو کہ آپ کی نبوت و رسالت کی عینی شاہد تھیں) کو چھپائے رکھا کہ کہیں ان کی ریاست و قیادت کا خاتمہ نہ ہو جائے اور ان تحائف و نذرانوں کا سلسلہ ختم نہ ہو جائے جو اہل عرب ان کی تعظیم کی وجہ سے ان کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ یاد رکھیں ایسے علماء جو دنیاوی مفادات، حکمرانوں کی قربت، بڑے منصب و عہدے کی خاطر کلمہ حق کہنے کی بجائے ان کی چاپلوسی اور مدح سرائی کر کے اپنے آپ کو شریعت محمدی کے علمبردار سمجھتے ہیں انھیں اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کرنی چاہیے۔

درس الحدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ أَوْ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيَ حَرَّهُ وَعِلَاجَهُ" سیدنا ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے پاس کھانا لائے تو اگر (اس کا مالک) اس (خادم) کو کھانے کے لیے ساتھ نہ بٹھائے تو مالک کو چاہیے کہ اس "خادم" کو ایک یا دو لقمے کھانا دے کیونکہ اس نے کھانا پکانے اور اسے اچھا کرنے میں تکلیف برداشت کی ہے۔" (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الاطعمۃ باب الاکل مع الخادم ج20 ص52 رقم الحدیث: 5460)

اسلام ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے اس نے جہاں مالک اور آقا کے حقوق بیان کئے ہیں وہاں ان کے غلاموں اور خدمت گزاروں کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ مالک کو ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ اگر اس نچلے طبقہ کے حقوق کی پاسداری نہ کی جائے تو معاشرہ میں بہت سے جرائم جنم لیتے ہیں لہٰذا ان کو اس محرومی سے نکالنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے آقاؤں کو تعلیم دی ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائیں ایسا کرنے سے مالک اور مملوک کے درمیان اعتماد کی فضا پیدا ہوگی اور خادم خود کو محکوم سمجھنے کی بجائے اپنے آقا کے اہل خانہ کا ایک فرد سمجھے گا اور اس کے ذہن سے احساس غلامی بھی جاتا رہے گا اور وہ خود کو معاشرہ کا ایک باعزت فرد تصور کرے گا۔ اس کے علاوہ مالک کو ان کے ساتھ حسن سلوک کی بھی بڑی تاکید کی گئی ہے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے اے اللہ کے رسول كَمْ أَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ أَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ فَقَالَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً میں اپنے خادم اور ملازم سے کتنی دفعہ درگزر کروں؟ تو آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی، اس نے پھر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میں کتنی مرتبہ اپنے خادم سے درگزر کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن میں ستر مرتبہ۔ (جامع الترمذی باب ماجاء فی العفو عن الخادم جز6 ص441 رقم الحدیث: 1949)

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے آقا اور خادم کے حقوق متعین کرتے ہوئے آقا کو خادم سے ایک دن میں 70 مرتبہ درگزر کرنے کی تعلیم دی ہے تاکہ یہ طبقہ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو، اگر ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ان کو احسن انداز سے سمجھانے کا حکم دیا ہے اور ایسے وقت میں مالک کو بری زبان استعمال کرنے یا ان کی عزت نفس کو مجروح کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ قَطُّ میں نے رسول اکرم ﷺ کی دس سال کی خدمت تو آپ ﷺ نے کبھی نہ اف کہا اور نہ ہی کہا تو نے یہ کام کیوں کیا ہے؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سے بہترین اخلاق کے مالک تھے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الأدب باب حسن الخلق ج21 ص149 رقم الحدیث: 6038)

(بقیہ ص: 24)

جماعت اہلحدیث کی خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور
مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل اُم القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
مینجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: محمد عظیم سعیدی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	4
تفسیر سورۃ الاعراف	6
شیخ سے نسبت	10
مولانا حاجی شفاء اللہ وسیم	14

زرتعاون

فی پرچہ.....10روپے
سالانہ.....500روپے
بیرون ممالک 200ریال (امریکی 50ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

پاکستانی شہری عمرے کی سعادت سے محروم کیوں؟

حکومت سعودی عرب نے حرم شریف کی وسعت اور تعمیراتی کام کی وجہ سے عمرہ کے خواہش مند مختلف ممالک میں ویزہ سیکشن ماہ رجب کے وسط سے بند کیا ہوا ہے جن میں پاکستان بھی شامل ہے۔ جن ممالک میں ویزہ سیکشن بند کر دیا گیا تھا ان تمام ممالک کی حکومتوں نے سعودی عرب سے سفارتی سطح پر کوشش کر کے اپنے اپنے ممالک کے لیے عمرہ ویزا کی سہولت حاصل کر لی ہے لیکن حکومت پاکستان نے اس معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ اخباری خبروں کے مطابق اب واحد پاکستان ہی وہ ملک ہے جس پر عمرہ ویزا کی پابندی باقی ہے، حرمین شریفین کی زیارت دنیا کے ہر مسلمان کی خواہش ہے، بیت اللہ جس پر پہلی نظر پڑتے ہی ایک مسلمان کی زبان سے نکلنے والی ہر دعا قبولیت کا شرف حاصل کر لیتی ہے جہاں ہر عبادت ایک لاکھ گنا ثواب کی حامل ہے، جہاں بیٹھ کر محض بیت اللہ کو دیکھتے رہیں تو اجر و ثواب ہے۔

جہاں ملتزم کے ساتھ تمام انبیاء اور پھر امام الانبیاء نے اپنا سینہ مبارک لگا کر دعائیں مانگی ہوں جہاں حجر اسود کا بوسہ لیا جائے یا استیلام کیا جائے تو یہ پتھر قیامت کے دن شافع بن جائے، جس گھر کا طواف کر کے ایک مسلمان گناہوں سے پاک و صاف ہو جائے اور نیکیوں کے انبار جمع ہو جائیں، جہاں صفا و مروہ کے درمیان سعی کر کے بال صاف کرائے جائیں تو گناہ بھی صاف ہو جاتے ہیں۔ جہاں ایک زائر رب کائنات کے حضور تلبیہ ادا کرتے ہوئے لبیک کہے یعنی اللہ میں حاضر ہوں تو عرش معلیٰ سے رب کائنات ارشاد فرمائے میرے بندے میں بھی تیرے پاس حاضر ہوں جہاں سے حج اور عمرہ کرنے والا یوں لوٹے کہ گویا اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ ہے ہی نہیں اور پھر مسجد نبوی جس کے بارے میں امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ جہاں سید الانبیاء نے اپنے صحابہ کو دس سال نمازوں کی امامت فرمائی ہو۔

غرضیکہ عمرہ زائرین کے لیے قدم قدم پر نیکیوں کے انبار، گناہوں کی مغفرت اور روحانی ارتقاء کے اسباب ہوں اور پھر رمضان المبارک کا عمرہ جس کے بارے میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''رمضان المبارک میں ایک مسلمان کا عمرہ کرنا ایسے ہے جیسے اس نے میری رفاقت میں حج کرلیا'' اور پھر کتنے ہی مسلمانوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ مسجد الحرام یا مسجد نبوی میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف کریں۔ تادم تحریر پاکستان وہ واحد ملک ہے جس پر عمرہ ویزا کی پابندیاں برقرار ہیں۔ ممکن ہے کہ ان سطور کے شائع ہونے تک پاکستان بھی ان پابندیوں کی زد سے آزاد ہو چکا ہو لیکن یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ اگر پاکستان سے پابندیاں اٹھائی بھی جائیں تو سب سے آخر میں جب زائرین مایوس ہو کر بیٹھ رہے ہوں۔ ادھر ہماری قومی ایئر لائن نے ان بدقسمت لوگوں کو جن کی دیرینہ خواہش پامال کی جا چکی ہے ٹکٹ کی واپسی کے لیے چار ہزار روپے کی کٹوتی شروع کر دی ہے۔

عیسائی اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کا یوم ولادت 25 دسمبر کو مناتے ہیں یہ ایک ایسی بدعت ہے جو اس مذہب کے پیروکاروں نے خود شروع کی ہے اس کا انھیں حکم نہیں دیا گیا تھا اور نہ ہی ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل میں سے کسی کا یوم ولادت منانا ثابت ہے۔ دنیا بھر میں عیسائیوں کو اس دن اپنے اپنے ممالک اور شہروں میں سفر کرنے کے لیے ان کی ایئر لائنز 50 سے 75 فیصد رعایت دیتی ہے۔ میرے ایک دوست برطانیہ میں ہیں انھوں نے بتایا کہ وہ سال بھر کا کریانے کا سامان 25 دسمبر یا اس سے ایک دو دن قبل خریدتے ہیں کیونکہ اس دن کی خوشی میں دوکاندار پچیس فیصد سے پچاس فیصد تک رعایتی نرخوں میں اشیاء فروخت کرتے ہیں۔

ایک ہم ہیں کہ ادھر رمضان المبارک نزدیک آیا، ادھر دوکانداروں نے نرخ بڑھا دیے کہ روزہ داروں کو لوٹنے کا سنہری موقع ہے۔ ادھر ہم روزہ داروں کا استحصال کرتے ہیں، ادھر منافع کے لالچ میں رمضان المبارک کی عبادت سے محروم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو حکم دیا تھا کہ ہفتے کے دن کوئی کاروبار نہیں کرنا، یہ دن میری عبادت کے لیے مخصوص کرلو، سمندر کے کنارے پر رہنے والے جن کا پیشہ ماہی گیری تھا ہفتے کے دن اپنے اپنے بنائے ہوئے حوضوں میں مچھلیاں جمع کر لیتے اور اتوار کو جال لگا کر پکڑ لیتے، یوں حیلہ سازی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ دن کو کاروبار کرتے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کی شکلیں تبدیل کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا۔

ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا دن مقرر فرمایا ہے اور وہ بھی اذان جمعہ سے نماز جمعہ کے مکمل ہونے تک جیسا کہ قرآن مجید میں ہے **اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع** لیکن ہمارے ہاں لاہور، کراچی میں مارکیٹیں نہ صرف یوم الجمعہ بلکہ بوقت الجمعہ کھلی رہتی ہیں اگر پوچھو تو کہتے ہیں کہ چھوٹے شہروں میں جمعہ کے دن کا ناغہ ہوتا ہے اس لیے وہ خریداروں کے لیے اس دن بڑی مارکیٹوں کا رخ کرتے ہیں، حتیٰ رمضان المبارک جمعۃ الوداع کے دن بھی ان کو نماز جمعہ نصیب نہیں ہوتی کیونکہ عید الفطر قریب ہوتی ہے اور عید کی خریداری کا رش ہوتا ہے مسلمان دوکاندار مسلمان گاہکوں کو لوٹنے کے لیے ہتھیار بھی تیز رکھتے ہیں اور نماز جمعہ سے بھی محروم رہتے ہیں، ہم تو اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے ہدایت کی دعا ہی کر سکتے ہیں۔

قومی بجٹ کچھ توقعات اور کچھ خدشات

جب تک یہ سطور آپ تک پہنچیں گی قومی بجٹ برائے سال 15-2014ء قومی اسمبلی میں پیش کیا جا چکا ہوگا۔ جب بھی قومی بجٹ قریب آتا ہے ہر پاکستانی کا دل خوف سے ڈوبنا شروع ہو جاتا ہے کیونکہ ہمارے ہاں بجٹ میں کسی بھی چیز کے نرخ کم کرنے کا رواج نہیں ہے۔ بجٹ کیا ہوتا ہے، ٹیکسوں کی بھرمار ہوتی ہے۔ ضیاء الحق نے ایک بدعت ایجاد کی تھی کہ بجٹ تقریر میں ایک ہی بار قوم کے سر پر کلہاڑا مارنے کی بجائے سال بھر ٹیکس لگا لگا کر سسکا سسکا کر مارا جائے اور یوں سارا سال بجٹ جاری رہتا ہے۔ بعد میں آنے والے ہر حکمران نے ضیاء الحق فارمولا تو اپنایا لیکن اس میں اتنی تبدیلی کر دی کہ بجٹ تقریر میں بھی قوم کی ہمت سے زیادہ خون نکال لیا جائے اور پھر پورا سال مزید مہنگائی کے وار جاری کیے جائیں۔ (بقیہ ص:5)

حافظ عبدالوہاب روپڑی

الاستفتاء

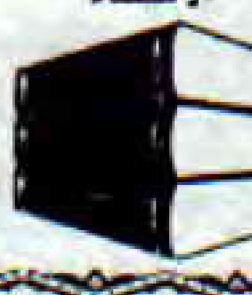

شب برأت اور اس کی حقیقت؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ہمارے ہاں پندرہ شعبان کی رات کو شب برأت کا نام دیا جاتا ہے اور اس کی فضیلت میں مختلف احادیث بیان کی جاتی ہیں جبکہ رات کو عبادات وغیرہ بھی کی جاتی ہے اور صلاۃ الرغائب کے نام سے نماز بھی ادا کی جاتی ہے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس رات لوگوں میں رزق تقسیم کیا جاتا ہے اور ان کی عمروں اور سال بھر زمین پر ہونے والے امور کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ ہمیں کتاب وسنت کی روشنی میں بتلائیں کہ اس رات کی حقیقت کیا ہے اور اس میں عبادت کرنا کیسا ہے؟

سائل: وقار عظیم بھٹی میر محمدی

الجواب بعون الوہاب: اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اس میں عبادات اور معاملات کے ساتھ ان کی ادائیگی کے تمام طریقے بتلا دیے گئے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ دین کامل اور اکمل ہے اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوسکتا کیونکہ یہی تغیر احداث فی الدین یعنی بدعت کہلاتا ہے اور بدعت انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار "دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی (انسان کو) جہنم میں لے جانے والی ہے۔"

بعض لوگ شب برأت کے متعلق قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ پیش کرتے ہیں کہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ۝ "بیشک ہم نے قرآن مجید کو برکت والی رات میں نازل کیا، بیشک ہم لوگوں کو ڈرانے والے ہیں، اس رات میں ہر حکیمانہ فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔"

لیلہ مبارکہ سے شب برأت مراد لی جاتی ہے۔ جس میں سال بھر کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔ لیکن لیلہ مبارکہ کی یہ تفسیر درست نہیں کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے لیلہ مبارکہ اس رات کو کہا ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا اور یہ لیلۃ القدر ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ لیلہ مبارکہ کا تعین خود اللہ تعالی نے فرمادیا جو کہ لیلۃ القدر ہے اور جس رات کو قرآن مجید کا نزول ہوا اس کے دو نام ہیں ایک لیلۃ القدر اور دوسرا لیلہ مبارکہ۔ کیونکہ قرآن مجید جس رات میں نازل ہوا اسے لیلۃ القدر اور اس مہینہ کو رمضان المبارک کہا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ "قرآن مجید رمضان المبارک میں نازل کیا گیا"

امام ابوبکر ابن عربی فرماتے ہیں: لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے اور بعض نے نصف شعبان کی مراد لیا ہے جو کہ باطل ہے، صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے اپنی سچی اور قطعی کتاب میں فرمایا ہے کہ رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا اس نے واضح طور پر بیان کردیا اس کے نزول کا وقت رمضان المبارک میں ہے اور اس وقت کو لیلہ مبارکہ کہا گیا ہے اور جس نے یہ کہا کہ رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور رات میں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے اس نے اللہ تعالی پر جھوٹ بولا اور نصف شعبان کی رات کے حوالہ سے اس کی فضیلت اور اس میں مردوں کے نام لکھے جانے کے بارہ میں کوئی قابل اعتماد روایت موجود نہیں ہے، اس کی طرف التفات مت کرو۔ (تفسیر قرطبی ج 16 ص 85-84، ابن کثیر ج5 ص538)

شب برأت کے متعلق جس قدر روایات مروی ہیں وہ سب ضعیف ناقابل حجت اور منکر ہیں جیسا کہ امام عقیلیؒ فرماتے ہیں۔ نصف

شعبان کی رات میں نزول باری تعالیٰ کے متعلق مروی روایات کمزور ہیں ویسے تو ہر رات نزول باری تعالیٰ صحیح احادیث سے ثابت ہے تو نصف شعبان کی رات بھی ان میں داخل ہے۔ (الضعفاء الکبیر ج3 ص29 فی ترجمۃ عبدالملک بن عبدالملک عن مصعب بن ابی ذئب)

حافظ ابوالخطاب ابن دحیہؒ فرماتے ہیں کہ اہل جرح وتعدیل نے کہا ہے کہ نصف شعبان کی رات کے متعلق کوئی صحیح حدیث موجود نہیں۔

(الباعث علی انکار البدع والحوادث ص24)

امام ابومحمد عزالدین بن عبدالسلام المقدسی فرماتے ہیں: بیت المقدس میں ماہ رجب میں صلوٰۃ الرغائب اور نصف شعبان کی نماز کی نہیں تھی یہ بدعت 448 ہجری میں ایجاد ہوئی۔ نابلس میں ایک آدمی جو کہ ابن الحی کے نام سے معروف تھا ہمارے ہاں آیا وہ اچھی تلاوت کرتا تھا وہ نصف شعبان مسجد اقصیٰ میں نماز کے لیے کھڑا ہو گیا اس کے پیچھے ایک آدمی آیا پھر آہستہ آہستہ لوگ ملتے چلے گئے حتیٰ کہ نماز کے اختتام تک بہت زیادہ لوگ جمع ہو چکے تھے۔ پھر وہ آئندہ سال آیا اس کے ساتھ ایک جم غفیر نے نماز ادا کی اور یہ نماز مسجد اقصیٰ میں لوگوں کے گھروں اور منزلوں میں عام ہو گئی پھر اس نے اس طرح قرار پکڑا کہ یہ سنت ہے اور آج تک یہ بدعت چلی آ رہی ہے۔ (حلبی کبیر 434 الباعث علی انکار البدع والحوادث ص32) امام ابن دحیہؒ فرماتے ہیں: شب برأت کی نماز کے متعلق تمام روایات موضوع اور من گھڑت ہیں اور ایک روایت مقطوع ہے۔ جس شخص نے کسی ایسی روایت پر عمل کیا جس کا من گھڑت ہونا ثابت ہو تو ایسی روایت پر عمل کرنے والا شیطان کا چیلا ہے۔ (تذکرۃ الموضوعات ص46-45) اسی طرح امام نوویؒ فرماتے ہیں: یہ دو نمازیں (شب برأت اور رجب میں صلوٰۃ الرغائب) مذموم، منکر اور قبیح بدعت ہیں، قوت القلوب (از ابوطالب مکی) احیاء العلوم (امام غزالیؒ) میں ان کے تذکرے سے دھوکا نہ کھایا جائے اور کسی کے لیے ان کی مشروعیت پر استدلال کرنا جائز نہیں۔

صورت مسئولہ میں شعبان کی پندرھویں رات (شب برأت) کی فضیلت اور اس میں عبادت کے متعلق کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ اس موضوع میں بیان کی جانے والی تمام روایتیں موضوع، منکر یا ان میں سخت قسم کا ضعف پایا جاتا ہے جسکی بنا پر وہ ناقابل حجت ہیں۔ باقی رہا رات کا قیام، اس رات کو قیام کے لیے بھی خاص نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ چیز خیر القرون سے ثابت نہیں اور اسی طرح پندرہ شعبان کو روزے کے لیے خاص کرنا بھی درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایام بیض کے روزے رکھتا ہو تو وہ پندرہ شعبان کا روزہ رکھ سکتا ہے کیونکہ یہ روزہ بھی ایام بیض میں ہی شامل ہوگا۔ اس روزے کا پندرہ شعبان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ نیز اس رات لوگوں میں رزق کا تقسیم کیا جانا، عمروں میں اضافہ اور سال بھر زمین پر ہونے والے امور کے فیصلے کئے جانے ان تمام چیزوں کا تعلق لیلۃ القدر سے ہے جس کا دوسرا نام لیلہ مبارکہ ہے۔ ان امور کا شعبان کی پندرویں رات (شب برأت) سے کوئی تعلق نہیں۔

بقیہ: اداریہ

پرویز مشرف دور اور پھر زرداری دور میں مہنگائی کا عفریت بے قابو ہا، بے روزگاری بڑھی، نتیجتاً ایک طرف بے روزگار نوجوان خودکشیوں پر مجبور ہو گئے جبکہ ایک بے روزگار طبقے نے چوری، ڈکیتی، رہزنی، قتل و غارت اور آبروریزی کے پیشے کو اپنا لیا۔ جس کی وجہ سے پورا ملک جرائم پیشہ لوگوں کے رحم وکرم پر ہے، محض کراچی ہی نہیں بلکہ پورا ملک بھتہ خوروں نے یرغمال بنایا ہوا ہے۔ ہمیں میاں نواز شریف کی شرافت پر ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے لیکن ایک طرف بجلی کے نرخوں میں ایک ہی سال میں بے پناہ اضافہ اور دوسرے لوڈ شیڈنگ اس کی وجہ سے لوگ اس حکومت سے بھی کوئی زیادہ خوش نہیں ہیں۔ ڈالر کے ریٹ میں دس بارہ روپے کی کمی ہونے کے نرخوں میں کمی نے اشیائے ضروریہ یا یوٹیلٹی بلوں میں تو کوئی کمی نہیں کی۔ ہندسوں کی حد تک لوگ ڈالر کے ریٹ کی کمی پڑھ کر خوش ہو جاتے ہیں لیکن جب فروٹ، سبزی، کریانہ کی دوکان پر جاتے ہیں تو پہلے سے بھی ریٹ بڑھے ہوتے ہیں۔ ادھر تنخواہ دار طبقہ دفتروں کی تالہ بندی کر کے سڑکوں پر اس گرمی میں جلسے، جلوس اور ریلیوں میں مصروف ہے، اگر مہنگائی کے مارے ہوئے اس سفید پوش طبقہ کی اشک شوئی نہ کی گئی تو ہو سکتا ہے کہ کچھ سیاسی جماعتیں انہیں اپنا آلہ کار بنانے میں کامیاب ہو جائیں۔ ملازمین کو ہر حکومت ریلیف تو دیتی ہے لیکن بجٹ کے بعد ایجی ٹیشن گھیراؤ کے بعد ہر حکومت "سوڈنڈا، سو گنڈھا" کی پالیسی ہی اپناتی ہے۔ بہتر ہے کہ بجٹ میں مہنگائی کے تناسب سے حکومت خود ہی اس طبقے کو کچھ ریلیف دے اور اشیائے ضروریہ پر ٹیکس نہ لگائے۔

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 2)

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ
قَآئِلُوْنَ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا
اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۝ فَلَنَسْــَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْــَٔلَنَّ
الْمُرْسَلِيْنَ۝ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ۝
وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ۝ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى
الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۝

اور بہت سی بستیاں ایسی ہیں کہ ہم نے انھیں ہلاک کر دیا تو ان کے پاس ہمارا عذاب اس وقت آیا جب وہ رات کو سوئے ہوئے تھے یا وہ دوپہر کو آرام کر رہے تھے ④ پھر جب ان کے پاس ہمارا عذاب آ گیا تو ان کی پکار بس یہی تھی کہ بیشک ہم ہی ظالم تھے ⑤ جن لوگوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے تھے ہم ان سے بھی ضرور باز پرس کریں گے اور رسولوں سے بھی ضرور پوچھیں گے ⑥ پھر ہم اپنے علم سے پوری حقیقت ان پر بیان کر دیں گے، آخر ہم اس وقت غائب تو نہیں تھے ⑦ اس دن انصاف کے ساتھ اعمال کا وزن کیا جائے گا جن کے پلڑے بھاری نکلیں گے بس وہی کامیاب ہوں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوئے تو یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈالا، کیونکہ وہ ہماری آیتوں سے ناانصافی کیا کرتے تھے ⑨ ہم نے تمھیں زمین میں اختیار دیا اور تمھارے لیے سامان معیشت بنایا مگر تم لوگ کم ہی شکر ادا کرتے ہو ⑩

مشکل الفاظ کے معانی:

بَاْسُنَا: ہمارا عذاب

بَيَاتًا: رات

قَآئِلُوْنَ: قیلولہ کرنے والے

مَوَازِيْنُهٗ: پلڑے

ثَقُلَتْ: بھاری ہوں گے

خَفَّتْ: ہلکے ہوں گے

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے کی تلقین فرمائی اور اُمت کو دعوت رسول قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان آیات میں دعوت توحید، وعظ ونصیحت کو قبول نہ کرنے والوں اور احکامات الٰہیہ کی مخالفت کرنے والوں کو انبیاء کے ذریعے دنیا وآخرت کے عذاب سے ڈرایا ہے اور واضح فرمایا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ تمام لوگوں سے ان کے اچھے وبرے اعمال کے متعلق سوال کریں گے اور ان کے اعمال کا وزن بھی ہوگا۔

التوضیح:

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ

انبیاء ورسل علیہم السلام کی دعوت وتبلیغ کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ لوگ شرک وکفر کی تاریکیوں سے نکل کر ایک مطیع وفرمانبردار بن کر اللہ وحدہ لاشریک کی توحید کو قبول کریں لیکن انبیاء کی سچی اور کھری دعوت کو قبول کرنے کی بجائے ہر دور میں اکثریت نے مخالفت اور حق کا انکار کرنے کی روش اختیار کی اور جب لوگ اللہ کی تنبیہات سے بے نیاز ہو کر غفلت کی

نیند سو گئے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب پوری گرفت کے ساتھ ان پر اس حالت میں ٹوٹ پڑا کہ وہ دن یا رات کی آرام دہ گھڑیوں میں اپنے گھروں میں سکون سے غفلت کی نیند سو رہے تھے کہ عذاب الٰہی نے آن لیا اور تباہی و ذلت ان پر چھانے لگی تو یہ نافرمان چیخ چیخ کر اپنی بدبختی کا اعتراف کرنے لگے۔ اسی لیے فرمایا: فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۝

نزول عذاب کے وقت وہ اپنی زبان سے اعتراف کرنے لگے کہ اصل قصور ہمارا ہی تھا، سمجھانے والوں نے کوئی کمی نہیں چھوڑی جبکہ ہم پر بدبختی غالب آ چکی تھی اسی وجہ سے ہم غفلت کی تاریکیوں میں بھٹکتے رہے، ان کا اعتراف ان کے کسی کام کا نہیں تھا بلکہ اب تو یہ اعتراف بھی باعث حسرت وندامت کا سبب بنے گا۔

مشرکین کی ضد اور ہٹ دھرمی پر انہیں سخت تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا کہ اگر تم اسی طرح شرک وکفر پر بضد رہے تو یاد رکھو جس طرح سابقہ اقوام عالم اپنے شرک وکفر کے سبب ہلاک ہوتی رہیں اسی طرح تمھاری یہ مشرکانہ روش بھی تباہی وہلاکت کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے اور تمھارے سامنے بیسیوں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کیا تم گذشتہ قوموں کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے ان واقعات کو قصے کہانیاں قرار دے کر اپنی جان چھڑانا چاہتے؟

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ۝

روز قیامت اللہ تعالیٰ تمام لوگوں سے اور اپنے رسولوں سے سوال کریں گے کہ کیا انھوں نے میرے احکام تم تک پہنچائے تھے یا نہیں؟ اور تم نے میرے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ۝ ''اس دن وہ (اللہ) ان سے پوچھے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا'' (القصص:65) اسی طرح اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کو بھی سوال کریں گے کہ تمھیں دنیا میں کیا جواب دیا گیا تھا؟ کیا یہ لوگ آپ پر ایمان لائے یا کفر پر قائم رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۔ ''اللہ تعالیٰ رسولوں سے روز قیامت پوچھیں گے کہ تمھاری قوم نے تمھیں کیا جواب دیا تھا'' (المائدہ:109) جس طرح روز قیامت اللہ تعالیٰ انبیاء سے سوال کریں گے انھوں نے اپنی ذمہ داری (تبلیغ رسالت) کو پورا کیا ہے یا نہیں؟ اسی طرح ہر قوم اور ہر فرد سے سوال ہوگا کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی اتباع وفرمانبرداری کی تھی یا نہیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ۝ پس عنقریب ہم ان سے جن کی طرف رسول بھیجے گئے باز پرس کریں گے اور رسولوں سے بھی پوچھیں گے''

یہاں اللہ تعالیٰ نے حاکم اور اس کی رعایا کی مسئولیت کو بیان فرمایا ہے یعنی ہر صاحب اختیار سے اُس کے حسب اختیار ہی سوال کیا جائے گا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: خبردار ہو جاؤ، تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا، مرد اپنے گھر والوں پر نگران ہے اس سے اس کی رعایا (اہل وعیال) کے بارہ میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کے بچوں کی نگہبان ہے اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا، غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ آگاہ ہو جاؤ، تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالی (أطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم) ج24 ص148 رقم الحدیث: 7138 مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الأمیر العادل ج6 جز12 ص168 رقم الحدیث:11829)

روز قیامت مجرم اپنی کوتاہیوں اور ظلم کا اقرار کر چکے ہوں گے اس کے بعد ان سے سوال کرنا محض ان کی ڈانٹ ڈپٹ اور رسوائی کے لیے ہوگا۔

سوال:

قرآن مجید کی بعض آیات میں ہے کہ تمام لوگوں کو ان کے اعمال کے متعلق سوال ہوگا اور بعض آیات میں ہے: وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ۝ ''اور مجرموں سے ان کے گناہوں کے متعلق

سوال نہ کیا جائے گا"(القصص:78) دوسرے مقام پہ ہے:فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَن ذَنۢبِهِۦٓ إِنسٌ وَلَا جَآنٌّ "قیامت کے دن کسی انسان اور جن سے ان کے گناہوں کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا۔"

(الرحمن:39)

جواب:

قیامت کا دن پچاس ہزار کا طویل ترین دن ہے اور اُس دن کی متعدد حالتیں ہوں گی اور بعض حالتوں میں سوال نہیں ہوگا اور بعض حالتوں میں سوال کیا جائے گا اور یہ سوال مجرمین کی اہانت کے لیے کیا جائے گا۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں سے ان کے اعمال کے متعلق سوال نہیں ہوگا کیونکہ ان کے اعمال سے کتابیں بھری پڑی ہوں گی بلکہ ان سے اُن اسباب کے متعلق سوال ہوگا جن کی بنا پر شرعی احکام سے دور رہے۔

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ وَمَا كُنَّا غَآئِبِينَ

احوال قیامت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس دن ہم وہ تمام چیزیں ان (مجرموں) کے سامنے بیان کریں گے جو مجرمین کی طرف سے رسولوں کو تبلیغ کی وجہ سے تکالیف پہنچتی رہی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اُس دن تمام مخلوق کے اعمال اپنے علم کے ساتھ بتلائیں گے کیونکہ ان کے احوال ہم پر مخفی نہ تھے بلکہ کتابوں کے اندر موجود تھے۔ سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کتاب بول کر ان کے اعمال کو واضح کرے گی۔

(تفسیر فتح البیان ج2 ص470)

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ

اللہ تعالیٰ نے قیامت کی حقانیت کو بیان کرتے ہوئے اسے یوم حق قرار دیا ہے۔ اُس دن ہر ایک کے اچھے یا برے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ سیدنا ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ بندوں کے اعمال ناموں (صحائف) کا وزن کیا جائے گا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن قیامت کے دن اپنے رب کے قریب ہوگا، اس کے برے اعمال اس پر پیش کیے جائیں گے اور وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تو اپنے یہ گناہ جانتا ہے؟ بندہ اعتراف کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا قَدْ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَإِنِّي أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کو (لوگوں پر) پوشیدہ رکھا اور آج کے دن میں نے تیرے گناہ معاف کر دیے ہیں پھر اس پر نیک اعمال پیش کیے جائیں گے، جبکہ کفار اور منافقوں کو لوگوں کے سامنے آواز دے کر کہا جائے گا کہ: یہ وہ ہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ بولا۔ (مسلم کتاب التوبۃ باب سعۃ رحمۃ اللہ ج9 جز17 ص75 رقم الحدیث: 2768 الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند الامام احمد بن حنبل ج9 ص318 رقم الحدیث: 5436 بخاری بشرح الکرمانی کتاب المظالم باب قول اللہ تعالیٰ (الا لعنۃ اللہ علی الظلمین) ج11 ص13 رقم الحدیث: 2441)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کے ایک فرد کو لوگوں کے سامنے آواز دی جائے گی اور اس کے سامنے اس کی برائیوں کے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے اور یہ رجسٹر تا حد نگاہ تک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُس آدمی سے سوال کریں گے کیا تو ان کا انکار کرتا ہے؟ وہ کہے گا نہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کراماً کاتبین نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ وہ نفی میں جواب دے گا، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تیرے پاس کوئی عذر یا نیکی ہے؟ تو آدمی گھبراہٹ کے عالم میں جواب نفی میں دے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بیشک ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے۔ آج عدل کا دن ہے اس لیے کسی پر ظلم نہیں ہوگا، کاغذ کا ایک ٹکڑا جس پر أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ لکھا ہوا تھا، نکالا جائے گا۔ وہ آدمی تعجب سے کہے گا کہ ان رجسٹروں کے مقابلے میں اس کی کیا اہمیت ہے؟ تو جب اس ٹکڑے کو ایک پلڑے میں اور تمام رجسٹروں کو دوسرے پلڑے رکھ کر وزن کیا جائے گا، یہ کاغذ کا ٹکڑا ان سے وزنی ہوگا۔ (ابن ماجہ کتاب الزھد باب ما یرجی من رحمۃ اللہ یوم القیامۃ ص712 رقم الحدیث: 4300 صحیح۔ الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند الامام احمد بن حنبل ج11 ص570 رقم الحدیث: 6994)

فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُۥ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ

جن کے اچھے اعمال بھاری ہوں گے وہی کامیاب و کامران ہوں گے،

سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں: مومن کے اعمال اُسے خوبصورت شکل میں دیئے جائیں گے اور میزان یعنی ترازو کے دو پلڑے اور ایک زبان ہوگی۔ (تفسیر قرطبی ج 9 ص 158 فتح البیان ج 2 ص 478)

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُم بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۝ جن لوگوں کے نیک اعمال کم ہوئے یہی وہ لوگ ہیں جو دنیا میں ہمارے احکام کی پروا نہ کرتے ہوئے خسارے والے عمل کرتے رہے۔ قیامت کا دن عدل وانصاف کا ہوگا، کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم وزیادتی نہیں کی جائے گی۔

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اگر کسی نے کسی پر زیادتی کی ہے تو وہ قیامت سے پہلے اس کا ازالہ کرلے، اس دن کسی کو دینے کے لیے درہم ودینار نہیں ہوں گے، بلکہ ظالم کے نیک اعمال مظلوم کو بقدر ظلم دیئے جائیں گے، اگر ظالم کے پاس نیکیاں نہ ہوگیں تو مظلوم کے گناہ اس کے اوپر ڈال دیئے جائیں گے۔ (الموسوعة الحديثية مسند الامام احمد بن حنبل ج 15 ص 377 رقم الحدیث: 9615 بخاری بشرح الکرمانی کتاب المظالم باب من کانت له مظلمة ج 11 ص 17 رقم الحدیث: 2449)

ملاحظہ:

مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ میدان حشر میں اعمال ناموں (صحیفوں) کا وزن ہوگا اور حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ صاحب اعمال کا بھی وزن کیا جائے گا۔ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ليأتي العظيم السمين يوم القيامة لايزن عند الله جناح بعوضة "قیامت کے دن ایک موٹا تازہ آدمی (اللہ کے سامنے) آئے گا لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا وزن مچھر کے پر برابر بھی نہ ہوگا۔ (بخاری کتاب التفسیر (اولئک الذین کفروا بآیات ربهم) ج 17 ص 148 رقم الحدیث: 4729)

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنے احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: میں نے تمہیں زمین پر ٹھکانا مہیا کیا جس زمین میں گھر بناتے اور کھیتی باڑی کرتے ہو ہم نے ہی اس زمین میں تمہاری روزی پیدا کی اور ان چیزوں کو بھی ہم نے ہی پیدا کیا جن پر تمہاری معیشت کا دارومدار ہے۔ تمہارے لیے مختلف اسباب کو مسخر کیا اور مختلف طریقوں سے نوازتے ہوئے تم پر احسانات کئے اور پریشانیاں دور کیں لیکن تم اس کا شکر بہت کم کرتے ہو حقیقت میں شکر نعمت کا حق زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور عمل بالجوارح سے ہی ممکن ہے۔

اخذ شدہ مسائل:

(۱) شرک وکفر پر اصرار سابقہ اقوام عالم کی اکثریت کی تباہی وبربادی کا سبب بنا (۲) اللہ کے عذاب سے کسی بھی وقت غافل نہیں ہونا چاہیے، کیا معلوم کس وقت اس کا عذاب نازل ہوجائے (۳) عذاب کے نزول کے بعد اپنے گناہوں کا اعتراف باعث حسرت وندامت ہوگا جبکہ یہ اعتراف روز قیامت ظالموں کو کچھ فائدہ نہیں دے گا (۴) روز قیامت تمام لوگوں سے سوال کیا جائے گا، کفار اور نافرمانوں سے سوال ڈانٹنے اور ان کو رسوا کرنے کے لیے ہوگا جبکہ انبیاءؑ سے سوال قوموں پر بطور گواہی ہوگا (۵) اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اپنے علم کی بنیاد پر بیان کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے (۶) قیامت کے دن لوگوں کے اعمال اور صحائف (اعمال نامے) اور اصحاب عمل کا بھی وزن ہوگا (۷) میزان کے دو پلڑے اور ایک زبان ہوگی، مومن کے اعمال اچھی صورت کے ساتھ ایک پلڑے میں رکھیں جائیں گے جس سے اس کے اچھے اعمال برے اعمال پر وزنی ہوجائیں گے اور اسے کامیاب قرار دیا جائے گا (۸) کافر کے اعمال بری شکل کے ساتھ میزان میں رکھے جائیں گے اور ان کا وزن ہلکا ہوگا اسی پر وہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا (۹) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا اہل ایمان کے لیے اطاعت اور فرمانبرداری کا سبب ہے، اسی لیے شکر نے والے کم اور ناشکری کرنے والے بہت زیادہ ہوتے ہیں (۱۰) تمام نعمتوں کو انسان کی خیر اور اس کی زندگی کی حفاظت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

□□□

شیخ سے نسبت؟

محمد احسان الحق شاہ

شیخ عربی زبان کا تین حرفی لفظ ہے۔ یہ مصدر اور صفت دونوں صورتوں میں مستعمل ہے۔ مصدر کی صورت میں فعل ماضی اور مضارع کی گردانیں عاد یعید، عاداً کے وزن پر شاخ یشیخ شیخا کے وزن پر آتی ہیں۔ صفت کی صورت میں شیخ سے مراد بزرگ، استاد، رہنما کے معانی میں مستعمل ہوتا ہے۔

شیخ عربی زبان کا لفظ ہے۔ قرآن مجید میں چند مقامات پر یہ لفظ آیا ہے: وله ابا شیخا کبیرا اس کا باپ بہت ہی ضعیف ہے۔ (سورہ یوسف) اسی طرح سورۃ ھود میں ہے: و هذا بعلی شیخا اور یہ میرا شوہر بھی پیرانہ سالی میں ہے۔ اس کے علاوہ سورۃ القصص میں ہے: ابونا شیخ کبیر او رہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔ ایک پہ یوں لکھا ہے: یجعلکم شیوخا تم کو بوڑھا کر دیتا ہے۔

شیخ کی تعریف:

لفظ شیخ بالعموم بزرگی اور رفعت کے معانی میں معروف و مستعمل ہے، بزرگی عظمت کی علامت اور لائق احترام مقام ہے۔ کسی شعبے میں قابل قدر مقام رکھنے والے کو اپنے حلقے میں شیخ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ مذہبی اعتبار سے بھی لفظ "شیخ" کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور اور پابند شریعت شخصیت شیخ الاسلام کہلاتی ہے۔ مدارس و جامعات میں سب سے بڑے اطالیق کو شیخ القرآن والحدیث کہا جاتا ہے۔ کسی حلقے کا ہمہ صفت موصوف شخص علاقائی اعتبار سے شیخ کے لقب سے ملقب ہوتا ہے جیسے شیخ الہند، کسی بھی اعتبار سے اپنے پیروکاروں کی پیشوائی کرنے والا اور ان کا سرخیل ان کا شیخ ہوتا ہے، اسی لئے ابلیس کو شیخ النار کہا جاتا ہے۔

شیخ کی پہچان:

شیخ اپنے شعبے میں درجۂ کمال پر فائز ہوتا ہے۔ شرعی نکتۂ نظر سے شیخ کا علوم شرعیہ پر مکمل عبور، ظاہر و باطن میں پابند شریعت اور عظیم ماہر نفسیات مدرس و نباض ہونا لازم ہے، ان صفات کے بغیر وہ اپنے معتقدین کی کما حقہ تربیت نہیں کر سکے گا۔ شیخ ہر لحاظ سے پابند شریعت اور رہبر طریقت ہوتا ہے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو فی زمانہ یہ واقعی بہت بڑی کرامت نظر ہے۔ موجودہ مادی دور میں مادیت سے بے نیاز و دور کنارہ رہتے ہوئے، مادی فوائد پر روحانی بالیدگی کو ترجیح دینا اور دنیا میں رہتے ہوئے اپنی جان دکھوں میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ جس ہستی میں یہ کمالات بدرجۂ اتم موجود ہوں اس سے دیگر کرامات کا وقوع ہونا ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ دوسری سب سے بڑی کرامت جو اس کے ہاتھوں اللہ پاک ظاہر فرماتا ہے وہ اس کی تربیت کا اثر پذیر ہونا ہے۔ ایک باعمل، صالح اور باکردار، مجتنب معصیات انسان اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ لوگوں کے دل اس کے لئے نرم فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت سیجعل لہ الرحمن ودا جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے تو رحمن ان کے لئے لوگوں کے دل نرم کر دے گا۔ (القرآن)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت کے حق میں یوں دعا فرمائی تھی: ربنا لیقیموا الصلوۃ و اجعل أفئدة من الناس تھوی الیھم اے اللہ بیت محرم کے پاس چھوڑنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ نماز کی پابندی کریں (پھر) تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف نرم اور مائل فرما دے۔ گویا حلقۂ عوام میں دلگیر ہونے کے لئے شرعی مناسک کی پابندی بہت ضروری ہے، جو شعائر اسلام کی پابندی کرتے ہوئے کما حقہ ادا ان پر عمل پیرا ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اوفوا بعھدی اوف بعھدکم تم میرے ساتھ کئے ہوئے وعدے پورے کرو گے تو میں بھی اپنے وعدوں کی پاسداری کروں گا یعنی دنیا و آخرت کی کامیابیوں و کامرانیوں سے ہم کنار کروں گا اور روز محشر

یہ لوگ غمگین نہیں ہوں گے۔

شیخ کا مقام:

جب انسان کما حقہ دین پر کاربند اور شریعت پر عمل پیرا ہو جائے تو اس کی ہر ہر حرکت منشائے الٰہی کی آئینہ دار ہوتی ہے۔اس بات کو لسانِ نبوت نے کچھ یوں بیان فرمایا: جب بندہ اللہ کے قرب کو حاصل کر لیتا ہے تو پھر اللہ خود اس کے ہاتھ بن جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے، اللہ اس کے پاؤں بن جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے، اللہ اس کے کان بن جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے، اللہ اس کی آنکھیں بن جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے۔اس فرمانِ نبوی کا مطلب یہ ہے کہ ایسے انسان کے ہاتھ پاؤں کسی ممنوعہ کام کی طرف نہیں اٹھتے ،اس کی زبان بے ہودہ کلام نہیں کرتی اور اس کے کان ناشائستہ کلام سننے سے بیزار ہو جاتے ہیں ،اس کی نگاہیں ہمیشہ جائز امور کی طرف ہی اٹھتی ہیں۔گویا وہ اللہ کے دین کی چلتی پھرتی عملی تصویر ہوتا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ عالی مرتبت اور عالم باعمل ہونے کی وجہ سے عوام الناس کے دل از خود من جانب اللہ شیخ کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں اور لوگ انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کے پاس بیٹھنا باعث برکت وسعادت سمجھتے ہیں، چونکہ شیخ کا دل اللہ کے ذکر سے معمور اور زبان حمد سرا رہتی ہے اس لئے اس کے مقامِ نشست و برخاست کی کیفیت مختلف ہوتی ہے، ماحول پُر کیف ہوتا ہے، وہاں بیٹھنے والے بھی اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

شیخ سے محبت چونکہ تزکیۂ نفس یا تربیت دین اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ہوتی ہے لہٰذا یہ کہنا بے جا نہیں کہ شیخ کا احترام درحقیقت احترام شریعت ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ احترام زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ عملی پیروی اور فرمانبرداری کے ساتھ ملزوم ومشروط ہے اور جس شخص میں یہ صفات نہیں وہ شیخ کہلانے کا حق نہیں رکھتا اور نہ ہی اسے سمجھا جاتا ہے۔

عربی کا مشہور مقولہ ہے: ان المحب لمن یحب یطیع
محب اپنے محبوب کا مطیع ہوا کرتا ہے۔

محفلِ شیخ:

معتقدین کے سامنے پند ونصائح کے موتی بکھیرنا شیخ کا مرغوب معمول ہوتا ہے۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ وہاں توبہ واستغفار کی تلقین وعمل کا ورد جاری رہتا ہے ،جہاں ایسی کیفیت ہو وہاں ملائکۃ المقربین کی آمد ورفت ایک بدیہی امر ہے۔حدیث پاک میں ہے: اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں جب وہ کہیں اللہ کا ذکر کرنے والوں کی محفل پالیتے ہیں تو ایک دوسرے کو آوازیں دے دے کر اس طرف بلاتے ہیں، جب وہ محفل برخاست ہوتی ہے تو وہ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

ملاءِ اعلیٰ میں اللہ ان سے پوچھتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں یا اللہ ہم زمین سے ہو کر آئے ہیں۔اللہ پوچھتے ہیں میرے بندوں کو کس حال میں پایا حالانکہ ان کے احوال کو وہ خوب جانتا ہوتا ہے؟ وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو تیرے ذکر میں مشغول پایا۔سوال ہوتا ہے کہ وہ کیا مانگتے تھے؟ حالانکہ وہ خوب جانتا ہوتا ہے، فرشتے جواب دیتے ہیں کہ جنت کا سوال اور دوزخ سے تیری پناہ مانگتے تھے۔تب اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو گواہ رہنا میں نے ان کو معاف کر دیا، یہ سن کر ایک فرشتہ کہتا ہے یا اللہ ان میں سے فلاں شخص تیرے ذکر کے لئے نہیں آیا تھا وہ تو کسی کام سے جا رہا تھا اور کسی کو ملنے کے لیے وہاں بیٹھ گیا تھا تو اللہ ذوالجلال فرماتا ہے: یہ (میرا ذکر کرنے اور مجھ سے سوال کرنے والے) ایسے مبارک لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بغیر مقصد کے بیٹھنے والے بھی بے نصیب نہیں رہتے۔

مذکورہ فرمانِ نبوی میں ایک نکتہ ہے اور وہ یہ کہ ملائکہ کے ساتھ گفت وشنید کے تذکرہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ کے بارے میں ایک جملہ ''حالانکہ وہ خوب جانتا ہوتا ہے'' بار بار دہرایا۔سوال یہ ہے کہ جب وہ بہتر جانتا ہے تو پھر پوچھتا کیوں ہے؟ اس کا بڑا ہی سادہ، اعلیٰ اور عمدہ جواب یہ ہے کہ ان مبارک لوگوں کا حال جاننے کے باوجود خالق کائنات بار بار ان کا تذکرہ سننے کا مشتاق ہوتا ہے۔

احترام شیخ:

بزرگوں کا احترام فرض ہے۔ حدیث نبوی ہے: من لم یرحم صغیرنا و لم یوقر کبیرنا فلیس منا جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی توقیر نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

توقیر شیخ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کے ہاتھ پاؤں کو تو بوسے دئے جائیں لیکن اس کے احترام پر کوئی توجہ ہی نہ ہو، یا اس کی طرف ظاہری طور پر تو پشت نہ کی جائے اور اسے ملنے کے بعد الٹے پاؤں لوٹ کر جایا جائے لیکن اس کی سب پند و نصائح کو پس پشت ڈال دیا جائے۔ حصول و دخول جنت اور نجات کے لئے نیکی کی راہوں میں اللہ کے برگزیدہ بندوں کی متابعت شرط ہے۔

قرآن مجید میں ہے: الذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم الحقنا بهم ذریتهم جو لوگ ایمان لائے پھر ان کی اولادوں نے بسلسلہ ایمان ان کی پیروی کی تو ہم انہیں ان کی اولاد سے ملا دیں گے۔ دوسری طرف یہ بھی بتایا کہ اگر اعمال اچھے نہ ہوں تو اخروی انجام کے لحاظ سے حقیقی اولاد کو بھی شمار نہیں کیا جاتا۔

جیسا اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام سے ان کے بیٹے کنعان کی غرقابی کے بعد فرمایا: ینوح انه لیس من اهلك، انه عمل غیر صالح اے نوح یہ تیرے گھرانے سے نہیں کیونکہ اس کے اعمال اچھے نہ تھے، لہٰذا کسی شیخ سے وابستگی تب تک صحیح نہیں جب تک کہ شرعی امور میں اس کی کماحقہ اتباع نہ کی جائے۔

افراط و تفریط:

احترام شیخ کے ساتھ ساتھ اس بات کا خیال رکھنا بھی از حد ضروری ہے کہ شیخ کو شیخ کے مقام پر ہی رہنے دیا جائے۔ جس طرح اس کی تنقیص کی اجازت نہیں، اسی طرح اسے اس کے مقام سے اوپر لے جانے کی بھی شریعت اجازت نہیں دیتی۔ دیکھئے یہود و نصاریٰ اسی افراط و تفریط کی وجہ سے ضلالت و گمراہی کی گہری کھائیوں میں جا گرے۔

یہود نے عیسیٰ مسیح اور ان کی معصوم والدہ حضرت مریم علیہا السلام کی تنقیص میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اس وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت اور پھٹکار بھیجی۔ دوسرا یہ کہ عیسائیوں نے انہیں مقام الوہیت پر پہنچا دیا تو اللہ نے ان پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہوئے فرمایا: لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم بلاشبہ کافر ہیں وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی عیسیٰ بن مریم ہے مگر فرق مراتب کا پاس نہ رکھنا بھی گمراہی ہے۔

حضرت عدیؓ بن حاتم طائی کے قبول اسلام کے وقت یہ آیت نازل ہوئی: اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله و المسیح ابن مریم انہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنے احبار و رھبان (راہبوں اور علماء) کو اور عیسیٰ بن مریم کو بھی رب بنا لیا تھا۔ یہ سن کر حضرت عدی نے خدمت رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ ہم تو ایسا نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عدی یہ بتلاؤ جب تمہارا کوئی بزرگ خلاف تورات و انجیل کوئی بات کرتا تو تم کس کی مانتے؟ اس پیشوا کی یا کتاب اللہ کی، وہ گویا ہوئے کہ پیشوا ہی مانتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی تو انہیں رب بنانا ہے، جس طرح رب کی بات چھوڑ کر غیر کی بات کو ترجیح دینا ہی اسے رب کی کرسی پر بٹھانے کے مترادف ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آ جانے کے بعد کسی غیر کی طرف التفات مقام رسالت کے منافی ہے۔ لہٰذا ایسی روش کی شریعت اسلامیہ میں کوئی گنجائش نہیں وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی الله و رسوله امرا ان یکون لهم الخیرة اور کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ آ جانے کے بعد وہ اپنا اختیار استعمال کریں۔

انسانی طبائع اور شیخ سے نسبت

انسان فطرتاً کمزور ہے اور ہر معاملہ میں اختصار پسند طبیعت رکھتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: و کان الانسان عجولا (انسان جلد باز ہے) چاہتا ہے کہ ہر کام جلد از جلد بنا محنت ہو جائے۔

نیز انسانی ذہن یہ میلان بھی رکھتا ہے کہ اللہ کے مقرب اور

برگزیدہ بندوں کی مدد سے کوئی بھی ہدف جلدی اور بآسانی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ان کے خیال میں عباد مکرمین اللہ سے کوئی بھی کام اپنی مرضی کے مطابق کرا لینے کے مختار ہیں جبکہ از روئے قرآن مختار کل صرف اور صرف اللہ پاک ہے: و ھو یجیر و یجار وہ مجبور کر سکتا ہے مگر کیا نہیں جا سکتا۔

برادران یوسف جب حصول غلہ کے لئے مصر جانے لگے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے رہنمائی اور حسرت قلبی کی تکمیل کے لئے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ، وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اے میرے بیٹو ایک ہی راستے سے (شہر میں) داخل نہ ہونا بلکہ مختلف راستوں سے جانا اور (جان لو) میں اللہ کے معاملے میں تمہارے کام نہیں آ سکتا۔

کہیں اللہ فرماتے ہیں: وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ، مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اور جب وہ شہر میں اسی طرح داخل ہوئے جیسے انہیں ان کے والد نے کہا تھا جبکہ وہ اللہ کے سامنے ان کے کام نہیں آ سکتا تھا۔

حصول مقاصد کے لیے ماتحت الاسباب ذرائع کا استعمال مسنون ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسی طرف توجہ مبذول کرائی تھی۔ مگر مافوق الاسباب معاملات میں کلی طور پر توکل علی اللہ ضروری ہے۔ جیسے کھیت میں بیج ڈالنا کسان کا کام مگر اس کو زندہ کرنا رب کے اختیار میں ہے۔ کسان بارش کی دعا تو کر سکتا ہے، بارش برسانے پر صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر مطلق ہے۔

دور رسالت میں خشک سالی سے پریشان ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے بارش کے لئے دعا کی درخواست کی تو آنحضرت ﷺ نے دوران خطبہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی تو ایک ہفتہ مسلسل بارش ہوتی رہی۔ اگلے جمعے پھر اسی شخص یا کسی دوسرے شخص نے کی درخواست پر نبی اکرم ﷺ نے اللہ کے حضور بارش کی بندش کے لیے دعا کی تو بارش رُک گئی۔ معلوم ہوا کہ شیخ سے رہنمائی حاصل کرنا درست ہی نہیں بلکہ ضروری ہے مگر حاجت روائی کے لئے صرف دربار الٰہی کی طرف رجوع ضروری ہے کیونکہ کارساز حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات مقدسہ ہے۔

یہاں یہ نکتہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اللہ کے مقرب و مکرم بندے جب دوسروں کی درخواست پر ان کے حق میں (یا از خود دعا فرمائیں) اور اللہ کی مرضی ہو تو جلد ہی مقبولیت کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں لیکن اگر اپنی ذات کے لئے کریں تو تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔ جتنی دعا موخر ہوگی مانگنے والے کے درجات بوجہ صبر بلند ہی ہوں گے۔ نیز اللہ عالم الغیب ہے، جانتا ہے کہ کون کس حد تک صبر کر سکے گا اور کون مایوسی کا شکار ہو جائے گا۔

یہی وجہ ہے اپنے حق میں انبیاء کرام کی دعائیں دیر سے رنگ لائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے بیٹے کی بشارت 80 سال کی عمر میں دی گئی۔ وہ حیران ہوئے تو آواز آئی مایوس نہ ہو، یہ سن کر خلیل اللہ بولے: و من یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون (سورۃ الحجر) "میں بھلا کیوں کر مایوس ہوں" اللہ کی رحمت سے تو گمراہ لوگ مایوس ہوا کرتے ہیں۔ جب اتنے مضبوط ایمان کا اظہار کیا تو اللہ نے کم و بیش سولہ سال بعد 96 برس کی عمر میں دوسرے بیٹے حضرت اسحٰق کی خوشخبری سناتے ہوئے پوتے کی اضافی بشارت بھی سنا دی۔

قرآن مجید میں ہے: و بشرنہ باسحٰق و من وراء اسحٰق یعقوب نافلۃ گویا یہ بھی بتلا دیا کہ ابھی تیری باقی عمر کافی پڑی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد سے فرمایا تھا: لا تیئسوا من روح اللہ انہ لا ییئس من روح للہ الا القوم الکافرون اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا کیونکہ اللہ کی رحمت سے تو صرف کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ دعا کی جلد یا بدیر مقبولیت میں اللہ کے کئی راز ہوتے ہیں جن کی سمجھ اہل دنیا کو بہت بعد میں سمجھ آتی ہے۔ اس لیے انسان کو بھی اپنے رب کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔

نوٹ:

تفصیل کے لئے بندۂ ناچیز کی تحریر "دعا" ملاحظہ فرمائیے۔ شکریہ

□□□

علمائے اہلحدیث سے تعارفی سلسلہ 85

انٹرویو

حاجی مولانا شفاء اللہ وسیم

گفتگو: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی

سوال: محترم حاجی صاحب اپنا اور والد گرامی کا نام بتایئے اور کچھ خاندانی پس منظر سے آگاہ کیجئے

جواب: میرا نام شفاء اللہ وسیم بن صوفی حاجی عنایت اللہ بن میاں اللہ دتہ ہے۔ ہمارا خاندان کوٹ کپورا ریاست فرید کوٹ سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوا ہے۔ میرے والد محترم بھی میرے دادا جان اور پردادا جان کی طرح اکیلے تھے۔ میرے والد محترم صوفی حاجی عنایت اللہ بتایا کرتے تھے کہ ہندوستان میں شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ ان کی مسجد اہلحدیث میں امام وخطیب تھے، تقسیم سے قبل اس دور میں اہل حدیث مساجد کی تعداد کوٹ کپورا میں تقریباً 22 تھی۔

والد گرامی کا آبائی پیشہ کاشت کاری تھا، آرائیں فیملی سے ہمارا تعلق ہے۔ والد گرامی اگرچہ عالم دین نہ تھے مگر علماء وصلحاء کی صحبت کا رنگ ان کی شخصیت میں نمایاں تھا۔ ہمارے گھر میں علماء حضرات کی اکثر آمد ورفت رہتی تھی، والد گرامی زندگی بھر مسلک اہلحدیث کی اشاعت وترویج، دینی مدارس سے تعاون اور نئی مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں کوشاں رہے۔ کئی مقامات پر ان کی نگرانی میں اہلحدیث مساجد تعمیر ہوئیں جو کہ ان کی اولاد کی طرح یقیناً ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔

سوال: آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: 9 مارچ 1950ء کو مخصہ تارو کی جونیاں روڈ پتوکی ضلع قصور میں جنم لیا

سوال: آپ کو دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق کیسے پیدا ہوا؟

جواب: والد گرامی کی شدید خواہش تھی کہ وہ اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں، انکے فیصلہ کو بخوشی قبول کر کے مدرسہ محمدیہ اوکاڑہ میں داخلہ لیا

سوال: کون سے دینی مدارس میں زیر تعلیم رہے؟ اور عصری تعلیم کیا ہے؟

جواب: 1966ء میں میٹرک کا امتحان پاس کر کے جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں داخلہ لیا۔ اس کے بعد تقویۃ الاسلام غزنویہ لاہور میں زیر تعلیم رہا، مگر فارغ التحصیل بعض وجوہ کی بنا پر نہ ہو سکا۔

سوال: آپ کے معروف اساتذہ کرام میں سے کونسی شخصیات ہیں؟

جواب: حافظ محمد اکبر سے ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم پتوکی میں حاصل کی اور دیگر اساتذہ میں حافظ محمد لکھوی بن مولانا محی الدین لکھوی، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا محمد اسحٰق قادر آبادیؒ، شیخ الحدیث مولانا عبیدہ الفلاحؒ، حافظ عبدالرشید گوہڑویؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی شامل ہیں۔

سوال: آپ کے رفقاء مدارس میں سے کونسے علماء شامل ہیں۔

جواب: حافظ محمد قاسم بن ماسٹر عبدالغنی حال مقیم امریکہ، مولانا عبدالقیوم ثاقب پاجیانوالے حال مقیم یوکے برطانیہ، حافظ محمد احمد لکھوی بن مولانا محی الدین لکھویؒ، مولانا محمد ابراہیم رائے پوری، مولانا عبدالحفیظ کھڈیاں قصور، مولانا جاراللہ ظفر فیروزوٹواں۔

سوال: آپ کو بچپن میں کن کھیلوں سے دلچسپی تھی اور پڑھائی میں کیسے تھے؟

جواب: ہاکی میں شوق رہا، پڑھائی میں درمیانے درجے کا سٹوڈنٹ تھا۔

سوال: کیا آپ نے کسی تحریک میں حصہ لیا؟

جواب: 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور حصہ لیا البتہ گرفتاری سے محفوظ رہا جبکہ والد محترم مولانا معین الدین لکھویؒ کی قیادت میں چالیس روز تک جیل میں بند رہے۔

سوال: آپ رشتہ ازدواج میں کب منسلک ہوئے؟ بچوں کی تعداد کتنی ہے؟ اور ان کو دینی تعلیم کہاں تک دلوائی ہے؟

جواب: میری شادی 16 اپریل 1968ء کو ہوئی۔ میری اولاد میں 3 بیٹے اور

3 بیٹیاں شامل ہیں۔ بنیادی دینی تعلیم سے رہنمائی کردار کی ہے؟

سوال: کیا کسی ملک میں جانے کا اتفاق ہوا ہے؟

جواب: جی ہاں 1985ء میں فریضہ حج کی ادائیگی اور 1987ء اور 2012 میں سعادت عمرہ کے لیے سعودی عرب جانے کا اتفاق ہوا ہے۔

سوال: علم کی دنیا میں ترقی و پختگی کے لیے ایک عالم دین کے اقدامات کیا ہونے چاہئیں؟

جواب: مطالعہ پرکار بندرہ کر اور عملی زندگی میں اسوۂ رسول ﷺ کو اپنا کر زندگی بسر کرنی چاہیے۔

سوال: عالم اسلام پریشان کن حالات سے دوچار ہے اس کی وجوہ کیا ہیں؟

جواب: یہ ہماری کمزوریوں کا ہی نتیجہ ہے، عالم اسلام کی قیادت میں بے اتفاقی، کفر کا بلاوجہ خوف، عقیدہ توحید میں کمزوری اور اطاعت رسول ﷺ سے دوری اس کی بنیادی وجوہ ہیں۔

سوال: عالم کفر پر غلبہ پانے کے لیے اُمت مسلمہ کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: عالم اسلام کی قیادت آپس میں متحد ہو کر عصر حاضر کی ٹیکنالوجی کو بروئے کار لا کر یقیناً غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا اسرائیل کی حکومت سے اُمت مسلمہ تعلقات استوار رکھ سکتی ہے؟

جواب: ہرگز نہیں، جن سے بچنے کا حکم اللہ اور اس کے رسول ارشاد فرمائیں بھلا اس سے دوستی و تعلقات قائم کرنا کس طرح جائز اور نفع بخش ہو سکتے ہیں

سوال: موجودہ دور میں علمائے دین کی اولاد اشاعت دین سے پیچھے کیوں ہے؟

جواب: مساجد و مدارس کی انتظامیہ کی جانب سے معقول آمدنی کا نہ ہونا، معاشرے میں علماء حضرات کو مقام شریعت مطہرہ کی طرف سے ملتا ہے مگر اس کے برعکس معاملات کو دیکھ کر بچے دل برداشتہ ہو کر اس میدان سے کچھ پیچھے ہیں۔

سوال: موجودہ دور میں لوگوں کی دین سے دوری کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

جواب: عقیدۂ توحید، اتباع رسول ﷺ کی دوری کی بنا پر فکر آخرت سے لاشعوری اور اہل اسلام کا دعوت و تبلیغ میں فعال نہ ہونا ہی بنیادی وجہ ہے۔

سوال: پاکستان میں فرقہ واریت کے چنگل سے نکل کر امن کی راہ کیسے اختیار کی جا سکتی ہے؟

جواب: براہِ راست عوام الناس کو قرآن وحدیث کی تعلیمات سے آگاہی سے اور منظم انداز میں دعوت دین سے یقیناً فرقہ پرستی میں کمی آ سکتی ہے۔ ہر فرقہ کا کارکن آئمہ کرام کا احترام ضرور کرے مگر اقوال کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر فوقیت دینے کی ہرگز جسارت نہ کرے۔

سوال: حافظ عبدالقادر روپڑی اور ان کے رفقاء عمل کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حافظ عبدالقادر روپڑی اور ان کے رفقاء نے جس دور میں جو اسلام اور مسلک اہلحدیث کی اشاعت کے لیے خدمات سرانجام دی ہیں وہ نہایت مشکل دور تھا، ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلاف کی حیات و خدمات کو کتابی صورت میں شائع کر کے نئی نسل کو روشناس کروایا جائے۔

سوال: عصر حاضر میں قرآن وحدیث کی آواز کو مؤثر رکھنے کے لیے کن اقدامات کی ضرورت ہے؟

جواب: دور جدید کی فضاء قرآن وحدیث کی اشاعت کے لیے نہایت موضوع ہے اور ہر عصری جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ وقت کی ضرورت ہے

سوال: قارئین تنظیم اہلحدیث کے لیے کوئی پیغام؟

جواب: ہر قاری تنظیم اہلحدیث کو خود بھی پڑھے اور قرآن وحدیث کی اشاعت کے لیے دوسروں تک آگے پھیلائیں۔

تقریب تکمیل بخاری شریف

جامعہ محمدیہ للبنات اہلحدیث گندھیاں روڈ کوٹ رادھا کشن ضلع قصور میں 7 بچیوں کی بخاری شریف مکمل کرنے کے موقع پر تکمیل بخاری کی شاندار سالانہ تقریب 22 جون 2014ء بروز اتوار بعد نماز مغرب تا رات گئے تک منعقد ہو رہی ہے جس میں شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد شریف فیصل آبادی، قاری محمد حنیف ربانی و دیگر علمائے کرام خطابات ارشاد فرمائیں گے

(ان شاء اللہ)

(منجانب: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی 0301-4481583)

اسلام میں سنت کا مقام

ملک عبدالرشید عراقی

قسط نمبر 3

ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿﴾ ''یقیناً تمھارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عمدہ نمونہ موجود ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے'' (الاحزاب: 21)

اس آیت کی تفسیر میں صاحب احسن البیان لکھتے ہیں: یہ آیت اگرچہ جنگ احزاب کے ضمن میں نازل ہوئی ہے جس میں جنگ کے موقع پر بطور خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھنے اور اس کی اقتداء کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن یہ حکم عام ہے یعنی آپ کے تمام اقوال و افعال اور احوال میں مسلمانوں کے لیے آپ کی اقتداء ضروری ہے چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاشرت سے، معیشت سے ہو یا سیاست سے، زندگی کے ہر شعبے میں آپ کی ہدایات واجب الاتباع ہیں۔

(احسن البیان ص 1172)

حدیث ہی قرآن کی شرح ہے:

قرآن مجید باوجود اپنی جامعیت اور جملہ علوم ضروریہ پر حاوی ہونے کے زیادہ تر ایمان وعقائد اور اصول دین بیان کرتا ہے۔ قرآن مجید کی حیثیت ایک بنیادی قانون اور دستور اساسی کی ہے۔ اس کو تفصیلی شکل دینا اور اس کی دفعات کی وضاحت کرنا دراصل حدیث کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کام خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے: وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿﴾ ''اور ہم نے آپ پر ذکر (قرآن مجید) نازل کیا ہے تاکہ لوگوں کے لیے جو کچھ نازل کیا ہے اسے آپ ان سے کھول کر بیان کر دیجیے'' (النحل: 44) جو متن خود اپنے بیان کے مطابق محتاج شرح ہو، اگر اس کی شرح ضائع ہو جائے تو بلاشبہ وہ متن بھی باوجود اس کا ایک ایک حرف محفوظ ہے، وہ ضائع ہونے کے برابر ہے، یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام نے کبھی بھی قرآن مجید کو حدیث سے آزاد ہو کر نہیں دیکھا۔

حافظ ابن عبدالبر قرطبی اپنی کتاب ''جامع بیان العلم وفضلہ'' میں لکھتے ہیں کہ: امام اوزاعی نے امام مکحول سے نقل کیا ہے: الکتب احوج الی السنة من السنة الی الکتب کتاب اللہ سنت کی اس سے کہیں زیادہ محتاج ہے جتنی کہ سنت کتاب اللہ کی محتاج ہے۔ علمائے اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ: سنت قرآن کی شرح وتفسیر ہے۔ امام شاطبیؒ اپنی کتاب ''الموافقات'' میں لکھتے ہیں: فکان السنة بمنزلة التفسیر والشرح والمعانی احکام الکتب پس گویا سنت کتاب اللہ کے احکام کے لیے بمنزلہ تفسیر اور شرح ہے۔

ملا علی قاری حنفی اپنی تصنیف ''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ'' میں فرماتے ہیں: دنیا وعقبیٰ کی کامیابی کا راز کتاب اللہ کی تابعداری میں مضمر ہے اور کتاب اللہ کی تابعداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری پر موقوف ہے اور آپ کے طرز زندگی کو پہچاننے اور اس پر عمل پیرا ہونے پر ہے۔ پس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازروئے شریعت آپس میں لازم وملزوم ہیں یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قوا ، و عمل یا دونوں سے یا مروجہ طریقوں پر سکوت فرما کر انھیں قائم وبرقرار رکھنے سے قرآن مجید کے مطالب ومقاصد کی

وضاحت فرماتے تھے۔ اس بنا پر سنت کے نام سے کوئی چیز ایسی نہیں ہونی چاہیے جس کے معانی اور مقاصد کی دلالت اصولی طور پر قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔ علامہ شاطبیؒ الموافقات میں فرماتے ہیں: لیس فی السنة الا واصله فی القرآن سنت میں کوئی ایسا بیان نہیں ہے جس کی اصل قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔

سنت کے بارے میں صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ تمام معاملات میں کتاب اللہ کے بعد سنت نبوی کو مقدم رکھتے۔ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں لکھتے ہیں کہ: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے جب کوئی قانونی معاملہ آتا تو وہ قرآن مجید میں اُس کا حل تلاش کرتے۔ اگر وہاں نہ ملتا تو سنت کی طرف رجوع کرتے۔ اگر سنت میں بھی نہ ملتا تو لوگوں سے دریافت کرتے کہ اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کا کسی کو علم ہے؟ بسا اوقات صحابہ کرام میں سے کچھ لوگ بتا دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ یہ فیصلہ فرمایا ہے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ ''سنت'' سے سند ملنے پر خوش ہو کر فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ایسے لوگوں کو باقی رکھا ہے جن میں ہمارے نبی کی سنتیں محفوظ ہیں'' حضرت عمر فاروقؓ گورنروں کے فرائض میں انتظامی امور کے ساتھ دین اور سنت کی تبلیغ کا بھی حکم دیتے تھے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب ''اعلام الموقعین عن رب العالمین'' میں لکھتے ہیں کہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میں اس لیے گورنروں کو بھیجتا ہوں تا کہ وہ تمہیں دین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سکھلائیں۔

آئمہ اربعہ کا طرزِ عمل:

آئمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) امام مالکؒ (۱۷۹ھ) امام شافعیؒ (۲۰۴ھ) اور امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ) نے بھی قرآن فہمی اور قانون کے مرحلہ میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص اہمیت دی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ:

امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے: لولا السنن ما فهم احد منا القرآن اگر سنتیں نہ ہوتیں تو ہم میں سے کوئی بھی قرآن حکیم کے فہم حاصل نہ کر سکتا۔ امام صاحب کا دوسرا قول ہے: لا تزال الناس فی صلاح مادام فیهم من یطلب الحدیث فاذا طلبوا العلم بلا حدیث فسدوا لوگ اس وقت تک خیر وفلاح میں رہیں گے جب تک ان میں حدیث کے طالب موجود رہیں گے جب وہ بغیر حدیث کے علم حاصل کریں گے تو فساد اور بگاڑ میں مبتلا ہو جائیں گے۔

امام شافعیؒ:

امام شافعیؒ کا قول ہے: اجمع المسلمون علی ان من استبان له سنة عن رسول الله لم یحل له ان یدعها بقول احد مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب کسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت واضح ہو جائے تو پھر اس کو کسی قول کی وجہ سے چھوڑنا جائز نہیں۔

امام مالکؒ:

امام مالکؒ فرماتے ہیں: انما انا بشر اخطئ واصیب فانظروا فی رأیی فکل ما وافق الکتاب والسنة فخذوه وکل ماوافق الکتاب والسنة فاترکوه میں بشر ہوں مجھ سے کبھی خطا سرزد ہو سکتی ہے اور کبھی درست بات بھی نکل سکتی ہے۔ میری رائے کو دیکھو اگر کتاب وسنت کے موافق ہو تو اس پر عمل پیرا ہو جاؤ اگر کتاب وسنت کے موافق نہ ہو تو اس پر عمل نہ کرو۔

(الاحکام فی اصول الاحکام ابن حزم ۶/ ۱۴۹)

امام احمد بن حنبلؒ:

امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں: من رد حدیث رسول الله ﷺ فهو علی شفا هلکة جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا رد کرتا ہے وہ بربادی کے کنارے پر ہے۔ (فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر ص ۹۸)

(جاری ہے)

طاغوتی قوتوں کا ھدف

عطاء محمد جنجوعہ

صیہونی نظریہ ہے کہ انسان خیر و شر میں خود تمیز کر سکتا ہے، اُسے آسمانی ہدایت کی ضرورت نہیں۔ صیہونی تنظیم نے غیر مسلم دنیا کو سیکولر نظام پری کا اسیر کر دیا، اب اُس کی سرگرمیوں کا محور مسلم دنیا ہے۔ عالم اسلام میں جہاں کہیں شرعی قانون رائج تھا امریکہ نے انتہا پسندی کا واویلا مچا کر بزور قوت اُن میں سیکولر نظام رائج کر دیا حتی کہ بعض مسلم ممالک کے اندر نیم خود مختار ریاستوں میں شرعی قانون کے آثار تھے، امریکہ نے دہشت گردی کے خاتمے کی آڑ میں اُن کا نظام درہم برہم کر دیا۔

سعودی عرب کے خلاف کفار کی نفرت:

البتہ اسلامی دنیا میں سعودی عرب ایسا ملک ہے جہاں عدالتوں میں کتاب وسنت کا قانون نافذ ہے جس کی برکات سے عوام کی عزت، جان اور مال محفوظ ہیں اور قتل و غارت، لوٹ مار اور عصمت دری کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ سعودی عرب میں شرعی قانون، جو آسمانی ہدایات پر مبنی ہے، کا نفاذ صیہونی پالیسی کے سراسر خلاف ہے۔ طاغوتی قوتیں چاہتی ہیں کہ سعودی عرب میں سیکولر نظام رائج ہو، جس سے قانون سازی کے اختیارات عوام کو حاصل ہو جاتے ہیں اور کتاب وسنت کا نفاذ عوام کی منظوری کا محتاج بن کر رہ جاتا ہے۔

سعودی عرب کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہاں سے دنیا بھر میں دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرکاری سرپرستی میں ہو رہا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں قرآن کریم تقسیم ہو رہے ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک کے صدر مقام میں عالی شان مساجد تعمیر کرائی گئیں۔ سعودی یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کرنے والے ہزاروں علماء کرام دنیا کے ہر کونے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حق ادا کر رہے ہیں۔

چنانچہ اہل مغرب جدیدیت کے حیوانی ماحول سے تنگ آ کر اسلام کے روحانی ماحول میں داخل ہو کر سکون قلب کی دولت حاصل کر رہے ہیں۔ ہر سال جن کی شرح میں پہلے کی نسبت اضافہ جاری ہے، اس لیے صیہونی خطرہ محسوس کر رہے ہیں کہ مستقبل قریب میں مسلمان مغربی دنیا میں اکثریت حاصل کر لیں گے اور اسلام کو سرکاری مذہب قرار دینے کے امکان نہ پیدا ہو جائیں تو انھوں نے سعودی عرب کے بارے گمراہ کن پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔

امریکی رسالے نیوز ویک دسمبر ۲۰۰۱ء اور فروری ۲۰۰۲ء کے خصوصی شمارے میں ہن ٹنگٹن کا "مسلم جنگوں کا زمانہ" اور فیوکویاما کے مضمون "اُن کا ہدف دنیائے جدید" کو نمایاں طور پر شائع کیا ہے۔ اس طویل بحث کا خلاصہ پیش خدمت ہے: "موجودہ کشمکش صرف دہشت گردی کے خلاف جنگ ہی نہیں بلکہ اسلامی فاشزم کے خلاف ہے، یعنی جدیدیت کا مخالف وہ انتہا پسند تنگ نظری پر مبنی نظریہ جو اسلامی دنیا کے مختلف حصوں میں آج کل جنم لے رہا ہے۔ اس اسلامی فاشزم کے ابھرنے کا الزام سعودی عرب پر دھرا جانا چاہیے۔ وہابی نظریہ صاف صاف اسلامی فاشزم ہے۔" (بحوالہ ماہنامہ محدث لاہور، مارچ ۲۰۰۲ء)

صیہونی میڈیا نے عالمی سطح پر سعودی عرب کے خلاف نفرت کے جذبات ابھارے، جس سے متاثر ہو کر امریکہ نے سعودی حکومت سے مطالبہ کر دیا کہ وہ سعودی یونیورسٹیوں کا نصاب تعلیم تبدیل کر دے۔ اس کے جواب میں فیڈریشن آف اسلامک یونیورسٹیز کی ایگزیکٹو کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر عبداللہ جزبی نے دہشت گردی کے ساتھ اسلام کا تعلق جوڑنے کے ٹرینڈ کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ کونسل امریکی مطالبے پر تعلیمی

اداروں کے نصاب میں تبدیلی کے امکان کو زیر غور نہیں لائے گی۔ اسلامی ایجوکیشن سائنٹیفک کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر عبدالعزیز نے اسلامی یونیورسٹیوں کے خلاف مغربی میڈیا کی مہم کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ اسلام کے دشمنوں کی مذموم مہم کا حصہ ہے۔

(روزنامہ اسلام، لاہور ۷ مارچ ۲۰۰۲ء)

صہیونی میڈیا نے سعودی عرب کے بارے مذہبی منافرت کے جراثیم کو اس حد تک پھیلایا کہ امریکہ کی صدارتی الیکشن مہم کے موقع پر سیاسی لیڈر اپنے منشور میں حرمین شریفین پر بم پھینکنے کا اعلان کرتے رہے۔ یہ تمام حالات وواقعات اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہودی اپنی عظیم صہیونی سلطنت کے نقشے، جس میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے، کی تکمیل کے لیے آخری راؤنڈ کھیلنے والے ہیں۔ ملت اسلامیہ کا فرض منصبی ہے کہ وہ مذہبی وسیاسی فرقہ واریت کی دلدل سے نکل کر امت مسلمہ کی یک جہتی اور حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے غور وفکر کر کے متفقہ لائحہ عمل تیار کرے۔

سعودی عرب سے تعاون پاکستان کی ذمہ داری:

امریکہ نے نائن الیون کا بہانہ تراش کر افغانستان پر حملہ کیا تو راقم نے اسے ''صہیونی جنگ کے شعلے'' کے عنوان سے تعبیر کیا جس کا اصل ہدف سعودی عرب ہے۔ طاغوتی قوتیں اسلامی ممالک کو سیاسی، دفاعی اور معاشی طور پر مفلوج کرنا چاہتی ہیں تاکہ سعودی عرب کو ہدف بناتے وقت کوئی اس کی مدد کرنے کا اہل نہ رہے۔ ہر ایک کو اپنے ملک کی بقا کی فکر دامن گیر ہو۔ نیٹو افواج نے افغانستان اور عراق پر اعلانیہ حملہ کیا لیکن پاکستان میں غیر اعلانیہ جنگ جاری ہے۔ امریکی ڈرون حملوں سے بے گناہ شہری ہلاک ہو رہے ہیں۔ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں فوج اور عوام ایک دوسرے سے بدظن ہیں۔

عوامی انقلاب کی لہر نے مشرق وسطی اور عرب ریاستوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اس انقلاب کا کیا نتیجہ برآمد ہوگا۔ ایک آمر جائے گا دوسرا آ جائے گا۔ انتخابی عمل سے کوئی سیاسی لیڈر برسر اقتدار آ بھی گیا تو ان کا سیاسی قبلہ بدستور واشنگٹن رہے گا۔ نومنتخب پارلیمنٹ وائٹ ہاؤس کے فیصلوں کی توثیق کرے گی۔

امریکہ نے نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل میں سنی شیعہ کشیدگی سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ عراق میں شیعہ کی اکثریت تھی لیکن سنی حکمران تھا۔ شیعوں کو ساتھ ملا کر صدام کا تختہ الٹ دیا گیا۔ شام میں اہل سنت کی اکثریت ہے۔ شیعہ حکمران طبقہ ہے۔ بادشاہی نظام کے خاتمے کے لیے مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی طرح سعودی عرب کے گردونواح شیعہ سنی بنیاد پر کشیدگی جاری ہے۔ امریکہ حزب اختلاف کو ہڑتالوں، جلوسوں اور مظاہروں پر اکساتا ہے۔

المناک صورت حال یہ ہے کہ ایران اور لبنانی حزب اللہ شیعوں کی حمایت کر رہی ہے اور سعودی عرب اہل سنت کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ اس کے رد عمل میں سعودی عرب میں مقیم شیعہ آبادی نے حکومت کے خلاف اور جمہوری نظام کے حق میں مظاہرے کیے، اس کے منفی اثرات پاکستان میں بھی ظاہر ہوئے۔ پاکستان کے درودیوار پر آل سعود کو آل یہود لکھا گیا۔ کراچی میں سعودی سفارت کار کو نامعلوم افراد نے قتل کر دیا۔ مذہبی جماعتوں نے سعودی عرب کے حق اور مخالفت میں کار رز جلوس نکالے۔

وطن عزیز میں سیاسی کشیدگی نازک صورت اختیار کر گئی ہے۔ روز افزوں مہنگائی نے غریب طبقے کی فکر کو مفلوج کر دیا ہے۔ عالم اسلام کو مقامی سطح پر ایسے سنگین حالات سے دوچار کر دیا گیا کہ کل کہیں خدانخواستہ طاغوتی قوتیں سعودی عرب خصوصاً حرمین شریفین کو ٹارگٹ بنائیں تو اس وقت پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک کو اپنی اپنی بقا کی فکر دامن گیر ہو اور وہ حرمین شریفین کے تحفظ سے غافل ہو جائیں۔

پاک سعودیہ رشتہ روحانی بنیاد پر پائیدار ہے۔ انھوں نے تکلیف دہ لمحات میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا۔ شاہ فیصل نے پاکستان کو اسلام کا قلعہ قرار دیا۔ شاہ عبداللہ نے فخریہ طور پر پاکستان کو اپنا دوسرا گھر قرار دیا۔ سعودی عرب نے قدرتی آفات کے موقع پر پاکستان کا ساتھ دیا، جب پاکستان نے ایٹمی دھماکہ کیا تو اہل مغرب نے پابندیاں عائد کیں تو

سعودی عرب نے پاکستان کے لیے خزانے کا منہ کھول دیا۔ صیہونی تنظیم گھناؤنی وارداتیں کر کے پاک سعودیہ تعلقات میں نفرت کی دیوار حائل کرنا چاہتی ہے۔

حکومت پاکستان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جس طرح امریکہ کو مطلوب کسی پاکستانی شہری کی گرفتاری کے لیے ایجنٹوں کو متحرک کر دیتی ہے اسی طرح سعودی سفارت کار کے قاتل کا کھوج لگائے اور اسے عبرت ناک سزا دے۔ پاکستان کے ایران سے بھی خوشگوار تعلقات ہیں۔ حکومت پاکستان اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے ایران اور سعودی عرب میں کشیدگی کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ وطن عزیز کے سیاسی و مذہبی راہنما قومی سیاست میں الجھے ہوئے ہیں، اُن کے پاس فرصت ہی نہیں کہ وہ سوچیں کہ سعودی عرب کے بارے صیہونیت کیا گیم کھیل رہی ہے۔ بلاشبہ پاکستان کی سلامتی و خودمختاری اہم مسئلہ ہے لیکن اس سے بڑا مسئلہ حرمین شریفین کے تحفظ اور سلامتی کا ہے

بقول کالم نگار اسداللہ غالب:

''میں اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا کہ ہم قبلہ اوّل سے کیوں محروم ہوئے۔ مجھے صاف نظر آ رہا ہے کہ یہی کھیل سعودی عرب میں بھی کھیلا جائے گا۔ اللہ نہ کرے ایسی نوبت آئے۔ اس سے پہلے پہلے ہمیں حالات کی نزاکت کو سمجھنا ہوگا اور انتہائی تیز رفتار فیصلے کرنا ہوں گے۔ سعودی عرب کی خودمختاری، آزادی اور اس کے اقتدار اعلیٰ کے لیے ہمیں اپنی ساری فوج اپنی پوری ایٹمی قوت کے ساتھ جھونکنی پڑے تو ہمیں اس سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ پوری مسلم امہ اور ہماری بقا کا راز اس ایک فیصلے میں مضمر ہے۔''

(روزنامہ ایکسپریس، ۲۴ اپریل ۲۰۱۱ء)

سعودی عرب کی یک جہتی و سلامتی اور حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے شاہ فیصل شہیدؒ کے کہے ہوئے الفاظ'' پاکستان اسلام کا قلعہ ہے'' کو عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے۔

اللہ قدیر حکومت پاکستان کو اہم ذمہ داری سرانجام دینے کی توفیق دے۔ آمین۔

ملی مجلس شرعی کے لیے غور وفکر کا مقام:

ملی یکجہتی کونسل نے پاکستان میں شیعہ سنی تصادم کے خاتمے اور امن وامان قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا لیکن نادیدہ قوت نے اسے انتخابی دنگل میں دھکیل کر ملی اتحاد کی طرف پیش رفت پر کاری ضرب لگادی۔ چند محب وطن احباب کی مساعی جمیلہ سے ملی مجلس شرعی قائم ہوئی ہے جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء ماہانہ اجلاس میں اہم مذہبی وقومی مسائل پر غور وفکر کرتے ہیں۔ اُن کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بین الاقوامی نوعیت کے ملی مسائل پر غور کریں کہ صیہونی تنظیم کے حرمین شریفین سے متعلق مذموم عزائم کو ملیامیٹ کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ خلیجی عرب ریاستوں میں حکمران طبقہ اور عوام میں شیعہ سنی بنیاد پر تصادم کا خاتمہ کس طرح کیا جاسکتا ہے؟ نیز پاکستان پر اس کے پڑنے والے اثرات کو زائل کیسے کیا جائے؟ سعودی عرب میں جمہوری انقلاب سے کس قسم کے نتائج برآمد ہوں گے؟ عدم مداخلت کی بین الاقوامی قانون کی مجبوری کو مدنظر رکھ کر حکومت پاکستان کس طرح اور کس نوعیت کا سعودی حکومت سے تعاون کرے؟

مشرق وسطیٰ میں آزادی کی عوامی لہر نمودار ہوئی تو پاکستان میں سعودیہ مخالف لابی اس امر کی منتظر رہی کہ کب جمہوری انقلاب آئے تو ہمیں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں مذہبی جلسے کرنے اور جلوس نکالنے کی آزادی حاصل ہو۔ چونکہ حرمین شریفین میں غیر مسلموں کے داخلے پر پابندی عائد ہے لیکن جمہوری نظام کے تحت اس پابندی کو ختم کرنا پڑے گا بلکہ انھیں مذہبی آزادی کے تحت گرجا، ہیکل اور مندر تعمیر کرنے کی اجازت دینا پڑے گی اور سعودی عرب میں بسنے والے یہود و نصاریٰ اور ہنود کو ویلنٹائن ڈے کرسمس اور بسنت بھی کھلے عام منانے کی آزادی حاصل ہوجائے گی۔ اگر آپ روکنا بھی چاہیں تو بین الاقوامی قانون کی رو سے نہ روک سکیں گے۔ درست ہے کہ آپ آزادی رائے کا حق استعمال کرتے ہوئے اپنی مرضی سے تقریر کر سکیں گے لیکن اس آزادی رائے کی آڑ میں توہین رسالت، اہل بیت عظام کی شان میں گستاخی اور صحابہ کرامؓ پر تبرا کرنا قانوناً جرم نہ رہے گا پاکستان کی دینی جماعتیں انسانی خود ساختہ دستور کو اسلامی

بنانے کی مسلسل جدوجہد کررہی ہیں۔ ساٹھ سال سے زائد عرصہ بیت گیا لیکن قرآن وسنت "سپریم لا" نہ بن سکا۔ اس کے برعکس سعودی عرب میں کتاب وسنت کی حکمرانی ہے۔ قابل غور امر ہے کہ جب جمہوری نظام آیا تو عوام کو آئینی حاکمیت کے اختیار حاصل ہوجائیں گے اور رب کے قرآن اور رحمت کائنات ﷺ کے فرمان کا نفاذ عوام یا اُن کے منتخب نمائندوں کی منظوری کا محتاج ہوکر رہ جائے گا۔

سعودی عرب میں شرعی قانون کے نفاذ کی وجہ سے امن وامان قائم ہے۔ خدانخواستہ عوامی قانون نافذ ہوا تو پاکستان کی طرح سعودی عرب میں عوام کی عزت، جان ومال کو تحفظ حاصل نہ رہے گا۔ سود کی حرمت اور زکوۃ کی برکات کی وجہ سے سعودی عرب مالی طور پر مستحکم ہے۔ لیکن جمہوری نظام میں معاشی آزادی کی وجہ سے جوا اور سودی کاروبار کرنے والوں کو کھلی چھٹی مل جائے گی۔ علماء سے دردمندانہ التماس ہے کہ وہ سعودیہ میں جمہوری تگ ودو کرنے والوں کا دست وبازو نہ بنیں۔

عالم عرب کی ذمہ داری:

یہودیوں نے ۱۹۶۹ء میں مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کی تو ملت اسلامیہ میں الجہاد الجہاد کے پر شگاف نعرے بلند ہوئے، آناً فاناً سرخ وسفید سامراج سے منسلک مسلم سربراہوں کا اجلاس ہوا اور او، آئی، سی معرض وجود میں آگئی۔ نتیجتاً مسلم دنیا میں غم وغصہ کی لہر تحلیل ہوگئی۔ مغربی ممالک نیٹو معاہدے کے تحت ایک دوسرے کے ساتھ دفاعی تعاون کرنے کے پابند ہیں۔ لیکن او، آئی، سی کے اجلاس میں مسلم ممالک کے مابین کوئی دفاعی معاہدہ طے نہیں پایا گیا۔ ہر مسئلے کا حل اقوام متحدہ سے سفارش تک محدود کردیا گیا۔ گویا او، آئی، سی خودمختار تنظیم نہیں بلکہ اقوام متحدہ کا تابع ادارہ ہے۔ یہی وجہ ہے اس کی کارکردگی صفر رہی۔ البتہ اس دوران صیہونی تھنک ٹینک نے مسلمانوں کے اہم علمی خاندان کے نوجوانوں کی برین واشنگ کی جنہوں نے آرٹیکل لکھ کر ثابت کرنے کی مذموم کوشش یہ کی کہ مسجد اقصیٰ کی تولیت کے حق دار یہودی ہیں۔

(جاری ہے)

ناظم اعلیٰ پنجاب کا دورہ

ناظم تبلیغ مولانا حافظ محمد رفیق طاہر کے مرتب کردہ تبلیغی پروگرامز تشکیل سے انعقاد تک انفرادی حیثیت کے متحمل ہوتے ہیں۔ اظہار تشکر سیمینار بھی اسی سلسلہ کی اہم کڑی تھا جس میں تین اضلاع کے یونٹس کو دعوت دی گئی اور صوبائی ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیمان شاکر کو بالخصوص مدعو کیا گیا۔

یکم جون بروز اتوار گوجرانوالہ سے علماء کا وفد صوبائی ناظم کی قیادت میں فاروق آباد کی طرف روانہ ہوا۔ نوشہرہ ورکاں میں مولانا حافظ محمد ادریس گوہڑوی سے ملاقات میں اہم معاملات پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے قافلہ منزل مقصود پر پہنچا تو صاحبزادہ ابوبکر صدیق نے دیگر رفقاء کے ساتھ بھرپور استقبال کیا۔

بعدازاں نائب ناظم تبلیغ ضلع گوجرانوالہ مولانا عامر یزدانی اور امیر گوجرانوالہ مولانا غازی عباس ضیاء کی گفتگو کے بعد ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیمان شاکر اور شیر پاکستان حضرت مولانا منظور احمد حفظہ اللہ کے خطاب نے حاضرین محفل کو خوب گرمایا۔ امیر ضلع شیخوپورہ مولانا عبدالحمید سلفی اور ناظم تبلیغ جماعت اہلحدیث مولانا محمد رفیق طاہر نے آنے والے معزز مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا۔

بعدازاں یہ قافلہ مولانا عبدالرزاق سعید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند مولانا حافظ شاہد کی پرخلوص دعوت پر جامعہ رحمانیہ جو کہ الشیخ السعیدیؒ کی عظیم یادگار ہے وہاں پہنچا۔ ادارے کی ہر اینٹ الشیخ سعیدی صاحب مرحومؒ کی مجاہدانہ محنتوں کی معطن نظر آرہی تھی۔ دیگر اساتذہ کے ہمراہ جامعہ کا وزٹ کیا اور دعاؤں کے ساتھ یہاں سے اعوان بھٹیاں کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں مولانا حافظ سیف اللہ انجم سے ملاقات اور مختلف روحانی مسائل پر تبادلہ خیال نے تمام علماء کو اشکبار کردیا، اصلاح امت اور خاتمہ بالخیر کی دعاؤں کے اصرار سے ایک پرسکون سماں بن گیا۔ حضرت سے اجازت کے بعد موضع ہرچند میں مولانا عبدالرشید عاصم سے ملاقات کرکے یہ وفد گوجرانوالہ واپس پہنچ گیا۔

(منجانب: شعبہ نشر واشاعت جماعت اہلحدیث پنجاب)

اسلام کا قانون صحافت

طاہر علی صارم، معلم جامعہ اہلحدیث لاہور

مقابلہ حسن یا مقابلہ عریانی:

مغرب اور یورپ میں حسیناؤں کے مقابلے ہوتے ہیں بتایا جاتا ہے کہ حسن کے مقابلوں میں شرکت لازمی ہے کہ تمام ملکائیں جسم کے ہر حصے کو حسن کے اس مقابلے میں پیش کریں۔ یہ مقابلہ حسن نہیں مقابلہ عریانی ہے اور پھر یہ مقابلہ جیتنے والی خواتین اس پر بجا طور پر فخر کرتی ہیں اور زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح ان خواتین کے بھی گروپ فوٹو بنتے ہیں اور پوری دنیا میں ان کی تشہیر ہوتی ہے۔ یہ عریاں مقابلوں کی شریک خواتین جب گروپ فوٹو بنواتی ہیں تو قدرے بے لباس ہوتی ہیں لیکن پاکستان جہاں ہم اسلامی نظام کے خواہاں اور علمبردار ہیں جہاں عورتوں کے تقدس کے قوانین موجود ہوں اس ملک کے اخبارات یہ تصاویر کیوں شائع کریں؟

اسلامی صحافت کے امتیازی اصول صحافت:

اسلام کے صحافت کے حوالے سے چند امتیازی اوصاف اور خدوخال مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ نیکی کا حکم اور برائی کی حوصلہ شکنی:

اسلام کا قانون صحافت ہماری موجودہ صحافت سے بالکل مختلف ہے۔ اسلام ایسی صحافت کا تصور پیش کرتا ہے جس میں لوگوں کی اصلاح کا سامان وافر موجود ہے۔ لوگ نیکی کی طرز رغبت محسوس کریں اور دین کی طرف لپکے چلیں آئیں یہ سب کچھ مشکل تو ہے ناممکن نہیں۔ اگر ہمارا اسلامی میڈیا ایک ایسا اسلامی نیٹ ورک ترتیب دے کہ جس میں لوگوں کی اصلاح کا مواد موجود ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ "تم ایک بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کی (اصلاح) کے لیے نکالا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو" (القرآن) سیدنا صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: اگر ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھو اور پھر اس کے دونوں ہاتھوں کو نہ پکڑو تو ہوسکتا ہے کہ سب کے سب عذاب میں گرفتار ہو جائیں۔ اسی دوسرے مقام پر فرمایا: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے سوال ہوگا۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روکے، اس میں اتنی طاقت نہیں تو پھر اپنی زبان سے منع کرے اور اگر اس میں اتنی بھی ہمت نہیں تو اس برائی کو اپنے دل سے بھی برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ اگر مندرجہ بالا آیات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یہ خوبیاں صرف اور صرف اسلامی صحافت میں ہی نظر آتی ہیں موجودہ صحافت میں اس کے نشانات خال خال ہی نظر آتے ہیں۔

سچائی کا عنصر:

ڈاکٹر سید شجاعت علی لکھتے ہیں کہ: ذرائع ابلاغ سے جھوٹ کو بالکل ختم ہونا چاہیے، خاص طور پر کسی لیڈر یا حاکم کو جھوٹی بات ہرگز نہیں کہنی چاہیے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حکام کو تقریروں، اخباری بیانات اور انٹرویو میں ہر طرح کے وعدے وعہد اختیار کرنے کا حق ہوتا ہے اور پھر کوئی ان سے پوچھنے والا نہیں ہے کہ آپ نے جو بات کہی تھی اس کو پورا کیوں نہیں کرتے؟ یہ صورت انتہائی افسوسناک ہے، اگر بغور جائزہ لیا جائے تو انسان کے سارے اخلاق رذیلہ میں سب سے زیادہ بری عادت جھوٹ کی ہے۔ یہ جھوٹ خواہ زبان سے بولا جائے یا عمل سے ظاہر کیا جائے اور جھوٹ تمام اعمال کو برباد کردیتا ہے۔

اسلامی صحافت کا یہ ایک نہایت امتیازی اصول ہے جس میں سچائی کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ صرف سچائی کو بنیاد بنا کر اپنے

مفادات اور بزنس تک قربان کر دیا جاتا ہے لیکن موجودہ صحافت میں اس کے کوئی جراثیم نظر نہیں آتے۔ ایسی خبریں، سٹوریاں دی جاتی ہیں جن کی بنیاد ہی جھوٹ ہوتی ہے۔ مقصد عوام کے اندر ہیجانی کیفیت پیدا کرنا اور اپنے آقاؤں کی فرمانبرداری انڈین میڈیا سمیت مغربی میڈیا کے بارے مشہور ہے کہ: ''اتنا جھوٹ بولو کہ وہ بھی سچ نظر آنے لگے''

فکر کی حریت:

جسم کو تو قید کیا جا سکتا ہے لیکن فکر کی حریت کو نہیں روکا جا سکتا۔ اسلام فکر کی حریت کا داعی ہے فکر کی حریت کی مکمل آزادی ہے۔ بشرطیکہ اس میں ملحدانہ نظریات نہ ہوں یا ایسا پروپیگنڈہ جو اسلام کے خلاف ہو ممنوع ہے، اسلام جائز قید ضرور لگاتا ہے لیکن صحافی کو ایک مسلم معاشرے میں بے لگام نہیں چھوڑتا۔

زرد صحافت کی گنجائش نہیں:

زرد صحافت نے ہمارے معاشرے میں تباہی پیدا کر دی ہے۔ اس صحافت کے ذریعے بلیک میلنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ شرفاء کی کردار کشی کی جاتی ہے، اسلام میں زرد صحافت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

کمرشل ذہنیت کا تصور:

موجودہ صحافت کا مقصد صرف بزنس اور اشتہارات کی کمائی ہے لیکن اسلام میں کمرشل ذہنیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اشتہارات کو کسی بھی اخبارات میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے، انہی اشتہارات کی وجہ سے حقائق عام تک نہیں پہنچ پاتے کہ جیسے ہی حقائق سے پردہ چاک ہوا فوراً اشتہارات پر پابندی۔ ہماری موجودہ صحافت اس تکلیف میں مبتلا ہی نہیں ہونا چاہتی جس کی وجہ سے انکے بزنس پر کوئی قدغن لگائی جائے، اس طرح فحاشی و عریانی کی وجہ سے مال تو بک جاتا ہے لیکن برکت نہیں رہتی۔

فتنہ پردازی سے گریز:

اسلام فتنے کو قتل سے بھی زیادہ خطرناک اور سخت قرار دیتا ہے کیونکہ اس میں معاشرے کا امن و سکون تباہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسلام صحافی کو اس بات سے منع کرتا ہے کہ وہ ایسا مواد شائع نہ کرے جو کہ ملک و قوم کے لیے تباہی کا باعث بنتا ہو۔ اس کی تحریر سے معاشرے میں استحکام پیدا ہونے کی بجائے اس کی سالمیت پر حرف آئے ایسی اشاعت سے اسلام منع کرتا ہے۔ جس طرح جھوٹی افواہیں معاشرے میں بزدلی اور بگاڑ پیدا کر دیتی ہے اس طرح صحافت کے میدان میں عوام اور صحافی کے درمیان ایک شک و شبہ کی خلیج حائل ہو جاتی ہے۔ راست گوئی سے اگر صحافی کام لے تو اس کی ساکھ بڑھتی ہے۔

احتساب:

صحافی محتسب بھی ہوتے ہیں صحافی کو چاہیے کہ وہ اپنے قلم سے معاشرے کے ہر برے فرد کا احتساب کرے بیورو کریسی پر جائز تنقید کرے اور انہیں صحیح طور پر عوام کا خادم بننے کی تلقین کرے۔ اس احتساب سے معاشرے میں اصلاح پیدا ہوتی ہے اور بیورو کریسی صحیح معنوں میں لوگوں کو خادم بن کر ابھرتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا دور مبارک اور صحافت:

اگر تاریخ کا بغور مطالعہ اور ورق گردانی کی جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے بلکتی، سسکتی اور جاں بلب انسانیت کسی مسیحا کی تلاش میں تھی تو اتنے میں رحمت خداوندی جوش میں آئی اور آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کو انسانیت تک پیغام الٰہی ''ابلاغ'' کے لئے مبعوث فرمایا، چنانچہ اسلام کو بطور ایک ضابطہ حیات متعارف کروایا۔

خلافت راشدہ کے دور میں آزادی رائے اور ابلاغ:

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ اکرام ؓ کے ذہنوں میں احترام آزادی رائے کا جو بیج بویا تھا وہ خلفائے راشدین کے زمانے میں پوری رعنائی کے ساتھ بارآور ہوا۔ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے اپنے خطبہ خلافت میں اظہار رائے کی باقاعدہ دعوت دی اور کہا لوگو! میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں اگر اچھے کام کروں گا تو میری مدد کرنا اور غلطی کروں تو اصلاح کرنا۔ (جاری ہے)

بقیہ: درس حدیث

سوید بن مقرن کے بیٹے معاویہ نے اپنے غلام کو تھپڑ مارا تو وہ بھاگ کر ظہر سے تھوڑا سا پہلے اپنے باپ کے پاس آئے اور ان کے پیچھے نماز ظہر ادا کی، میرے باپ نے اطلاع ملنے پر مجھے اور غلام کو بلا کر اسے کہا جس طرح تجھے میرے بیٹے نے مارا ہے تو بھی اس کو مار، غلام نے مجھے معاف کر دیا پھر میرے والد نے کہا ہم عہد رسالت میں بنی مقرن میں تھے ہمارا ایک ہی خادم تھا، ہم میں سے ایک نے اس خادم کو مارا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کرنے کا حکم فرما دیا۔ (مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ الممالیک ج 6 جز 11 ص 108 رقم الحدیث: 1657)

اسلام نے ہمیشہ عدل کا حکم دیا ہے کیونکہ جس معاشرہ میں عدل برقرار ہو وہ معاشرہ جرائم سے پاک ہو کر قیام امن کا گہوارہ ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا عدل ہو سکتا ہے کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلہ کے لیے خادم کے سامنے اپنے بیٹے کو پیش کر دیا، جب طاقتور خود کو کمزور کے سامنے اس لیے پیش کرے کہ اس زیادتی کا بدلہ میں دنیا میں چکا دوں، کہیں مجھے آخرت میں اس کا بدلہ نہ چکانا پڑے، کیونکہ دنیا میں بدلہ چکانا آسان اور آخرت میں بہت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے، اس دن انسان کے پاس بدلہ دینے کے لیے کوئی چیز نہیں ہو گی۔

انسان خواہش کرے گا کہ دنیا کا تمام مال ومتاع لے کر مجھے چھوڑ دیا جائے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ روز محشر عدل پر مبنی ہو گا وہاں کسی کی حق تلفی نہیں ہو گی بلکہ انسان کے اپنے اعمال کی بنا پر ہی جزا و سزا کا فیصلہ ہو گا۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ جس معاشرہ میں معمولی زیادتی کا بدلہ چکانے کے لیے طاقتور بھی خود کو اس لیے پیش کرے تاکہ کمزور مجھ سے دنیا میں ہی بدلہ لے لے آخرت کو اس کا مجھے حساب نہ دینا پڑے تو ایسے مثالی معاشرہ میں بڑے جرائم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

قاری عبدالوحید عابد کو صدمہ

جماعتی حلقوں میں یہ خبر بڑے حزن وملال سے پڑھی جائے گی کہ جامع مسجد اللہ اکبر و مدرسہ عائشہ صدیقہؓ کے خطیب و مہتمم اور گورنمنٹ مڈل سکول خانکے موڑ کے ہیڈ ماسٹر قاری عبدالوحید عابد کے والد محترم حاجی شیر محمد مورخہ 30 مئی بروز جمعۃ المبارک کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم خوش اخلاق، دیانتدار، نیک و صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، توحید پرست اور علماء کے بڑے قدردان تھے۔ آپ ساری زندگی کتاب وسنت پر کاربند رہے اور اپنی اولاد کی تربیت بھی دینی ماحول میں کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی اولاد بھی نیک وصالح اور صوم وصلوٰۃ کی پابند ہے۔ مرحوم نے اپنے گاؤں ڈھلے میں ایک مسجد بھی تعمیر کروائی جس کا نام فیصل مسجد ہے، یقیناً یہ عظیم عمل مرحوم کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

مرحوم کے بڑے بیٹے قاری محمد اکرم تھے جن کو فوت ہوئے تقریباً 10 سال کا عرصہ بیت گیا ہے۔ یاد رہے موت بھی اپنے جلو میں ایک عجیب شان بے نیازی رکھتی ہے بعض اوقات چمن سے ایسا پھول توڑتی ہے جس سے گلستان کی رونق وابستہ ہوتی ہے، قاری صاحب مرحوم کے ساتھ بھی موت نے ایسا ہی سلوک کیا کہ ابھی ان کے بچے کم سنی کی عمر میں تھے کہ آپ داغ مفارقت دے گئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور ان کے بیٹوں قاری عبید اللہ احسن، سمیع اللہ، قاری صبغت اللہ احسن، طارق عمیر کو اپنے والد کا جانشین اور اُن کے لیے ذریعہ نجات بنائے اور ان کی والدہ ماجدہ کا سایہ تادیر اُن کے سر پہ قائم رکھے۔ آمین

بابا جی مرحوم کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں ڈھلے میں پروفیسر عبدالرحمن محسن کی امامت میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں ڈاکٹر عظیم الدین لکھوی، مولانا مبارک اللہ صمصام، رانا محمد جمیل دیگر علمائے کرام اور اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ہم قاری عبدالوحید عابد و دیگر لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے والد محترم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کے ساتھ ساتھ اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

(دعا گو: وقار عظیم بھٹی میر محمدی 0300-4184081)

ہمارے اتحاد میں کیا رکاوٹ ہے؟

قاری تاج محمد شاکر

سوچو ہمارے اندر اتحاد کیوں نہیں ہے	شرک و بدعت کا خانہ برباد کیوں نہیں ہے
دولت توحید وسنت ہم کو عطاء ہوئی ہے	سنت کے احیاء سے بدعت تباہ ہوئی ہے
جذبہ ایماں بخاریؒ پھر یاد کیوں نہیں ہے	سوچو ہمارے اندر اتحاد کیوں نہیں ہے
سنت نبی ﷺ کی خاطر شہید ہوچکے ہو	کیا رب کی رحمتوں سے نا اُمید ہوچکے ہو
وقت سحر خدا سے فریاد کیوں نہیں ہے	سوچو ہمارے اندر اتحاد کیوں نہیں ہے
تم میر کارواں ہو تم حامل قرآں ہو	ختم نبوت کے تم ہی تو پاسباں ہو
تم میں وہ زندہ جذبہ جہاد کیوں نہیں ہے	سوچو ہمارے اندر اتحاد کیوں نہیں ہے
کچھ شک نہیں مصطفی ﷺ کےتم سچے غلام ہو	اصحابِ مصطفی ﷺ کے محب صبح و شام ہو
لیکن آپس میں اُلفت ارشاد کیوں نہیں ہے	سوچو ہمارے اندر اتحاد کیوں نہیں ہے
یہود و ہنود کے سب رواج چھوڑنا ہے	شادی غمی میں ان کی رسموں کو توڑنا ہے
پابند تمھاری اس میں اولاد کیوں نہیں ہے	سوچو ہمارے اندر اتحاد کیوں نہیں ہے
وہ غزنویؒ وہ قاسمؒ سلطانؒ اب کہاں ہیں	لڑ جائیں موت سے جو جوان اب کہاں ہیں
کوئی اک ابوالکلام آزاد کیوں نہیں ہے	سوچو ہمارے اندر اتحاد کیوں نہیں ہے
بار بار گرنے والو سنبھلنا بھول گئے ہو	پیروں میں ستوطوں کومسلنا بھول گئے ہو
اب ڈرتا تم سے کفر و الحاد کیوں نہیں ہے	سوچو ہمارے اندر اتحاد کیوں نہیں ہے
مجھے محبانِ حیدرؓ عثمانؓ نہ ملے ہیں	وہ ہمنوا ابوذرؓ سلمانؓ نہ ملے ہیں
تاج شمع توحید سے دل آباد کیوں نہیں ہے	سوچو ہمارے اندر اتحاد کیوں نہیں ہے

مرکز التوحید ڈیرہ غازی خان

چوک چوہٹہ — قائم شدہ 1956ء

عبدالکریم

محفل قرآن — 40

تقریب تکمیل صحیح بخاری

11 جون 2014 بدھ

عبدالستار حماد

عبداللہ ناصر

طیب الرحمن زیدی

محمد صدیق

محمد ابراہیم

سید سبطین شاہ نقوی

سیف اللہ خالد

محمد یوسف

[illegible] عابد

عبدالمنان راسخ

ابو[illegible] سلطان

ریحان معظم

قاری عبدالرحیم کلیم — مرکز التوحید — ڈیرہ غازی خان

0300-6787139

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE